الھدیٰ (195)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ النساء (آیات 26 تا 30)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ وَیَھْدِیَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَیَتُوْبَ عَلَیْکُمْ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰہُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْکُمْ ۟ وَیُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّھَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا ﴿۲۷﴾ یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ﴿۲۸﴾ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ ۟ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْہِ نَارًا ؕ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا ﴿۳۰﴾﴾

’’اللہ چاہتا ہے کہ (اپنی آیتیں) تم سے کھول کھول کر بیان فرمائے اور تم کو اگلے لوگوں کے طریقے بتائے اور تم پر مہربانی کرے۔ اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے۔ اور جو لوگ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے رستے سے بھٹک کر دُور جا پڑو۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان (طبعًا) کمزور پیدا ہوا ہے۔ مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔ اور جو تعدی و ظلم سے ایسا کرے گا ہم اس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے۔ اور یہ اللہ کو آسان ہے۔‘‘

اب کچھ احکام آ رہے ہیں اور بسا اوقات انسانی طبیعت احکام کو بوجھ سمجھتی ہے‘ کیونکہ ان میں پابندیاں ہوتی ہیں یہ کرو‘ یہ نہ کرو۔ 1970ء میں کرسمس کے موقعہ پر میں لندن میں تھا۔ وہاں میں نے ایک تقریر سنی جس میں عیسائی عالم کہہ رہا تھا کہ شریعت ایک لعنت ہے جو انسان پر خواہ مخواہ کی پابندیاں لگاتی ہے کہ یہ یہ چیزیں حرام ہیں جبکہ انسان اُن پابندیوں کے خلاف کرنا چاہتا ہے‘ چنانچہ جب اپنی خواہش پر شرعی پابندی توڑتا ہے تو Guilty Conscience محسوس کرتا ہے اور اس کے اندر Negative Psychology پروان چڑھتی ہے‘ تو یہ ساری گندگی کہاں سے پیدا ہوئی؟ یہی نا کہ آپ حرام اور حلال کے چکر میں پڑ گئے۔ اگر ہر چیز حلال ہو تو بس آزادی ہوئی کہ انسان جو دل میں آئے کرے۔ تو دیکھئے اس قسم کے فلسفے بھی دنیا میں موجود ہیں۔

یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ہدایت کے لیے چاہتا ہے کہ تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے اندازِ حیات تم پر واضح کر دے۔ یوں تمہارے لیے ممکن ہو جائے گا کہ سمجھ سکو کہ پہلے لوگوں میں اچھے بھی تھے۔ اور بدکار بھی تھے اور یہ بات واضح کر کے اللہ تعالیٰ تمہیں موقع فراہم کر رہا ہے کہ بدی کے راستوں سے ہٹ کر نیکی کے راستے اختیار کر سکو۔ اس طرح اللہ کے غضب و عذاب سے بچ جاؤ گے اور اُس کی رحمت و مہربانی کے مورد بن جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جاننے والا کمال حکمت والا ہے۔

پھر دوبارہ وہی الفاظ آ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ تم پر مہربانی فرمائے‘ چنانچہ بندوں کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مائل بہ کرم صفت سے فائدہ اُٹھائیں۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو شہوات کی پیروی کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تمہارا رجحان غلط راستے کی طرف ہو جائے اور تم دور تک بھٹکتے ہوئے چلے جاؤ۔ آج جو عورتوں کی آزادی کو عام کیا جا رہا ہے یہ سب کچھ شرعی حدود و قیود توڑ کر جنسی Anarchy پھیلانے کی ایک سازش ہے جو پوری دنیا میں پھیل رہی ہے۔ ان شرعی حدود و قیود کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نہ سمجھو کہ تم پر بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تو تم پر بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے اگر تم شرعی پابندیوں کو قبول نہ کرو گے تو معاشرے میں بدگمانیاں پھیلیں گی۔ فساد ہو گا۔ جھگڑے ہوں گے اور گندگیاں رواج پائیں گی۔ یہ شریعت تو نظم و ضبط پیدا کر کے تمہارے لیے سہولت پیدا کرتی ہے۔ اور انسان تو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ جہاں اس کے اندر روح ربانی پھونکی گئی ہے وہاں نفسانیت بھی تو اس کے اندر موجود ہے۔

اب شرعی پابندیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ ہاں باہمی رضامندی کی تجارت جائز ہے۔ دکاندار نے ایک چیز کی قیمت دو سو روپے طلب کی۔ آپ کو منظور ہے تو قیمت ادا کر کے خرید لو۔ یہ تو رضامندی کا سودا ہو گیا۔ ظاہر ہے اس قیمت میں دکاندار کے اخراجات اور منافع شامل ہے۔ مگر ایک دکاندار مال بیچنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھائے جا رہا ہے۔ چیز کی قیمت خرید بتا رہا ہے مگر جھوٹ بول رہا ہے اس طرح سودا بیچا تو حرام کمایا۔ اسی طرح سودا بیچنے کے لیے دوسرے تمام منفی حربے بھی حرام ہیں۔ معاشرے میں سکون اور چین کی بنیاد دو چیزوں پر ہے احترام مال اور احترام جان۔ افراد نہ تو ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر کھائیں اور نہ ہی کسی کی جان کے درپے ہوں تو معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن جائے گا۔ چنانچہ قتل و غارت سے روکا گیا ہے۔ اور بتایا گیا کہ یہ احکام اس لیے دیے جا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان ہے۔ پس جو کوئی یہ کام (چوری‘ دھوکہ اور قتل نفس) کرے گا ظلم و تعدی کے ساتھ‘ تو ایسے لوگوں کو ہم عنقریب آگ میں جھونک دیں گے اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔

فرمانِ نبویؐ

چودھری رحمت اللہ بٹر

اسلام ...... اور قوت و شوکت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَاَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ‘ وَفِیْ کُلٍّ خَیْرٌ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’قوی مؤمن اللہ تعالیٰ کو ضعیف مؤمن سے زیادہ پسند اور بہتر ہے (بہرحال) دونوں میں خیر ہے‘‘۔

دارالمطالعہ قرآن اکیڈمی
4/8/05

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
حافظ عاکف سعید

عالمی دہشت گردی اور ہم

یہ بات اب کوئی راز نہیں رہی کہ دہشت گردی کے خلاف امریکی مہم دراصل عالم اسلام کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے۔ یہ بات بھی اب تقریباً پورے طور پر عیاں ہو چکی ہے کہ نائن الیون کا واقعہ مسلمانوں کے خلاف صہیونی سازش کا حصہ تھا۔ اسی طرح یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں کہ سیون سیون کا ڈرامہ بھی برطانوی عوام میں پیدا ہونے والے امریکہ مخالف جذبات کو مسلمانوں کے خلاف موڑنے کے لیے رچایا گیا ہو' بلکہ اب تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عالم کفر کا اصل ٹارگٹ پاکستان ہے' کیونکہ مصر کے شہر شرم الشیخ میں دہشت گردی کے حالیہ واقعہ سمیت ایسے تمام واقعات کا کھرا ایک سازش کے تحت پاکستان تک پہنچایا جاتا ہے' حالانکہ سیون سیون کے خودکش حملوں میں ملوث افراد برطانوی شہریت کے حامل تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اصل دہشت گرد تو فلسطینی مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے والے یہودی اور اُن کے پشت پناہ امریکہ اور وہ اتحادی ممالک ہیں جنہوں نے بغیر ثبوت کے پہلے افغانستان کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا اور پھر جھوٹی رپورٹوں کی بنیاد پر عراق کو خاک وخون میں نہلا دیا۔ برطانوی تھنک ٹینک اور لندن کے میئر کا یہ کہنا بجا ہے کہ اگر دہشت گردی کے حالیہ واقعات میں بظاہر احوال کچھ مسلمان ملوث نظر آتے ہیں تو یہ دراصل افغانستان اور عراق میں مسلمانوں پر امریکہ و برطانیہ کے مظالم کا ردِّعمل ہے۔

ازروئے قرآن عالم کفر کے ہاتھوں عالمِ اسلام کی یہ پٹائی دراصل ہمارے اجتماعی جرائم کی سزا ہے۔ ہم نے اللہ کے ہر حکم کے آگے سر جھکانے کی بجائے امریکہ کے ہر حکم کو واجب اطاعت جانا' دین کے حصے بخرے کیے' زندگی کے تمام انفرادی واجتماعی معاملات پر محیط دینِ حق کو محض چند عبادات تک محدود کیا اور اپنے سماجی ومعاشی معاملات کو دین سے بالکل منقطع کر کے ہندووانہ ثقافت' مغربی کلچر اور زمانے کے چلن کو مستقلاً اختیار کیا۔ ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے والوں کی قرآن کے نزدیک سزا یہ ہے کہ اللہ انہیں دنیا کی زندگی میں بھی رسوا کر دیتا ہے اور آخرت میں دردناک عذاب ان کا مقدر ہوگا۔ مملکتِ خداداد پاکستان میں اللہ کا دین قائم نہ کر کے ہم نے ناشکری کی جو روش گزشتہ ۵۸ سالوں سے اختیار کر رکھی ہے' اسی کا وبال ہے کہ آج ہر معاملے کا نزلہ پاکستان پر گرایا جا رہا ہے۔ ہمارا ایک بہت سنگین جرم یہ بھی ہے کہ ہم نے پاکستان میں' جو کہ دَورِ حاضر کی مثالی اسلامی فلاحی ریاست بن سکتا تھا' اسلامی نظام قائم کرنے کی بجائے پڑوس میں قائم ہونے والی اسلامی حکومت کو ختم کرنے میں دشمنوں کی مدد کی۔

اس پر مستزاد یہ کہ سرحد حکومت نے اگر اپنے دائرۂ اختیار میں اسلام کی طرف پیش رفت کے طور پر حسبہ بل پیش کیا تو شور مچایا جا رہا ہے کہ یہ آئین سے متصادم ہے اور اس کے ذریعے متوازی عدالتی نظام قائم ہو جائے گا' حالانکہ مرکزی حکومت نے خود نیب اور دہشت گردی کی عدالتوں سمیت کئی متوازی نظام قائم کر رکھے ہیں۔ اگر صدر صاحب کو ایک صوبے میں نفاذِ شریعت کی جانب ایک ابتدائی قدم پر اعتراض ہے تو وہ ملکی سطح پر یہ نیک کام خود کریں' کیونکہ ازروئے قرآن مسلمانوں کو اگر اقتدار اور تمکن عطا ہو جائے تو ان کی اوّلین ذمہ داری نظامِ صلوٰۃ اور نظامِ زکوٰۃ کے قیام کے ساتھ ساتھ فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے ایک مستحکم نظام قائم کرنا ہے —— صدر پرویز مشرف جو خود کو فخر کے ساتھ مسلمان قرار دیتے ہیں' اپنی اس اہم دینی ذمہ داری سے کیوں گریزاں ہیں —— اگر وہ محض مسلمانی کا دعویٰ کرنے کی بجائے حقیقی معنوں میں مسلمانی کے تقاضوں کو پورا کرنے کی خاطر اپنی مذکورہ بالا ذمہ داری ادا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ پوری قوم ان کا ساتھ نہ دے —— بہرصورت اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنا قبلہ درست کریں' تاکہ اللہ کی مدد ہمارے شاملِ حال ہو جائے اور ہم اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کا مقابلہ کر سکیں' بصورت دیگر اب ہمیں امریکی دباؤ کے ساتھ ساتھ برطانوی دباؤ بھی برداشت کرنا ہوگا' جس کی شدت میں بتدریج اضافہ ہی ہوتا جائے گا۔ oo

تا خلافت کی بناَ' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت

جلد		شمارہ
14	28 جولائی تا 3 اگست 2005ء 21 تا 27 جمادی الثانی 1426ھ	27

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
فرقان دانش خان۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 6316638-6366638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن' لاہور۔ 54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ: 5 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے
☆☆☆
"ادارہ" کا تمام مضمون نگار حضرات کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

بالِ جبریل کی پانچویں غزل

کیا عشق ایک زندگیٔ مستعار کا!   کیا عشق پایدار سے ناپائیدار کا!
وہ عشق جس کی شمع بجھا دے اجل کی پھونک   اس میں مزا نہیں تپش و انتظار کا
میری بساط کیا ہے؟ تب و تابِ یک نفس   شعلہ سے بے محل ہے الجھنا شرار کا
کر پہلے مجھ کو زندگیٔ جاوداں عطا!   پھر ذوق و شوق دیکھ دلِ بے قرار کا!
کانٹا وہ دے کہ جس کی کھٹک لازوال ہو   یا رب وہ درد جس کی کسک لازوال ہو

اِس غزل کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اقبال نے ناز اور شوخی، طنز اور تعلّی، سب باتوں سے قطع نظر کر کے، اپنی ناپائیداری، کم مائیگی اور بے بضاعتی کا اعتراف کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی ہے کہ اے خدا! میں فانی ہوں تُو لافانی، میں فنا ہو جانے والا ہوں، تجھے دائمی بقا حاصل ہے، بھلا میں کس منہ سے تیرے عشق کا دعویٰ کر سکتا ہوں۔ میں التجا کرتا ہوں کہ تُو مجھے حیاتِ جاوداں عطا کر، تاکہ میں حقیقی معنی میں تجھ سے عشق کر سکوں۔ اگر عشق کرنے والے کو یہ معلوم ہو، بلکہ اِس حقیقت پر اُس کا ایمان ہو کہ میں تو فانی ہوں اور میرا محبوب باقی ہے، تو اُس کے عشق میں شدت اور سرگرمی کا پیدا ہونا تو بعد کی بات ہے، وہ عشق کا دعویٰ کرنے کی بھی جسارت نہیں کر سکتا۔

اقبال نے اِس نظم کو غزلیات کے شعبے میں شامل رکھا ہے، اور بے شک اِس کی ہیئت غزل کی ہے، لیکن فنی اعتبار سے یہ نظم ہے۔ اسے ''غزلِ مسلسل'' بھی کہا جا سکتا ہے۔ پانچ اشعار کی اِس مسلسل غزل میں اقبال نے پوری نوعِ انسانی کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ اِس غزل کا رنگ پچھلی چار غزلوں سے بالکل مختلف ہے۔ یہاں پر شعر کی فرداً فرداً تشریح سے قبل آیئے پچھلی چار غزلیں کو ایک مرتبہ پھر غور سے پڑھتے ہیں، اور بآوازِ بلند، ایک ایک شعر کے ایک ایک لفظ پر توجہ دیتے ہوئے۔ غزل آپ نے دوسرے شاعروں کی بھی پڑھی ہوں گی، لیکن اقبال کی یہ پانچ غزلیں پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال سے پہلے کسی شاعر نے صنفِ غزل کو اس قدر بلندی اور گہرائی نہیں دی ہے۔ کیا کسی اور شاعر نے غزل میں حمد کا یہ انوکھا اسلوب اختیار کیا ہے؟ کیا حمد کے اشعار میں رمز و ایماء، تشبیہ و استعارہ، مجاز مرسل اور کنایہ کے فنی اور شعری رموز اُردو شاعری میں کہیں اور نظر آتی ہے؟ اقبال نے حمد باری تعالیٰ میں ''بالِ جبریل'' کی یہ پانچ غزلیں لکھی ہیں، لیکن ہر غزل کا رنگ منفرد اور دل پذیر ہے اور اپنی اثر آفرینی میں درجۂ کمال کو پہنچا ہوا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اقبال کو شاعری کی ہر صنف پر قدرت حاصل ہے، اسی لیے اِن پانچ غزلوں میں ہمیں فلسفیانہ شاعری، صوفیانہ شاعری، طنزیہ شاعری، عاشقانہ شاعری اور نعتیہ شاعری اِن پانچوں فنی اقسام کا بہترین نمونہ ملتا ہے، اور اس میں مبالغہ نہیں کہ رمزیت اور رومانیت کے ساتھ ساتھ فن کی پابندی کا یہ امتزاج ہمیں دنیا کے صرف چند ہی بڑے شاعروں کے کلام میں نظر آتا ہے، مثلاً: گوئٹے، دانتے، ملٹن، فردوسی، عرفی اور غالب۔ آیئے اب ہر شعر کی تشریح اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں:۔

(1) جس شخص کی زندگی عارضی اور فانی ہو، وہ پائیدار اور لافانی سے حقیقی معنی میں عشق نہیں کر سکتا۔ حیاتِ انسانی عارضی اور فنا ہونے والی ہے۔ فانی انسان کو اُس ذاتِ مطلق سے عشق کا حوصلہ کیسے ہو سکتا ہے جو ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

(2) جس عشق کی شمع کو موت کی ایک پھونک بجھا سکتی ہے، اُس عشق میں نہ سوز کا لطف ہے نہ انتظار کا۔ وہ عاشق جو فنا کے ایک تھپیڑے کا بھی متحمل نہ ہو سکے، اُس میں ہجر کی تپش اور انتظار میں اضطراب کی جو کیفیت ہوتی ہے، اُس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(3) اے خدا! میری بساط، میری حقیقت کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ محض حیاتِ چند روزہ، جیسے اندھیری رات میں شہابِ ثاقب کی چمک۔ ابدیت تو بڑی چیز ہے۔ کائنات کی عُمر کے مقابلے میں بھی انسان کی عُمر ایک سیکنڈ سے زیادہ نہیں ہے۔ پس انسان (شرار) کا خدا (شعلہ) سے عشق کرنا، کچھ موزوں یا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

(4) اے خدا! اگر میرا حوصلہ اور میرا ذوق وشوق دیکھنا ہے تو ایسی طویل عمر عطا کر، جس میں فنا کا تصوّر بھی موجود نہ ہو۔ اگر اے خدا! تُو مجھے لازوال اور لافانی کر دے تو میرا عشق بھی لازوال اور لافانی ہو جائے گا، اور عشق تو لافانی سے لافانی ہی کو زیبا دیتا ہے۔

(5) اے میرے معبود! میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تُو مجھے اُس عشق کی نعمت سے سرفراز کر جو لازوال ہو، اور میرے دل میں ایسا درد پیدا کر جس کی کسک غیر فانی ہو۔

منبر و محراب

دجالی تہذیب کا جواب: پختہ ایمان و یقین

بحوالہ سورۂ کہف (پانچواں رکوع)

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں ناظم اعلیٰ تحریکِ خلافت عبدالرزاق صاحب کے 15 [illegible]

ہم آج سورۂ کہف کے پانچویں رکوع کا مطالعہ کریں گے۔ یہاں پر دو مثالیں ہیں کہ جو بیان کی گئی ہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ یہ سورت دجالی فتنہ سے محفوظ رہنے کے حوالے سے بہت ہی اہم ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز اس سورت کی تلاوت کرتا ہے وہ دجالی فتنے سے محفوظ رہے گا' ساری سورت نہ تلاوت کر سکتا ہو تو اس کی ابتدائی آیات اور اس کی آخری آیات تلاوت کرلی جائیں وہ بھی دجالی فتنہ سے بچنے کے لیے کفایت کر سکتی ہیں۔ دجالی فتنہ اور دجالی تہذیب کیا ہے؟ دجل کا لفظ ہمارے ہاں بھی دھوکے' فریب کے لیے استعمال ہوتا ہے' یعنی کوئی چیز بظاہر کچھ نظر آرہی ہے لیکن حقیقت اس کی کچھ اور ہے۔ یہ دجل اور فریب کہلاتا ہے۔ اس اعتبار سے اس دنیا کو بھی دھوکہ کا سامان کہا گیا ہے۔ ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (آل عمران:185) ''دنیا (کی حقیقت) کچھ نہیں ہے مگر یہ کہ دھوکے کا سامان ہے۔'' دراصل اللہ تعالیٰ نے ہمارے امتحان کے لیے اس کو بڑا سجا دیا ہے۔ اس کے اندر بہت سی Attractions رکھ دی ہیں۔ جیسے اس سورت کے آغاز میں یہ کہا گیا ہے: ﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا﴾ (الکہف:7) ''ہم نے جو کچھ بھی اس زمین پر بنایا ہے اسے اس کی زینت بنا دیا ہے (اس کو بنا سنوار دیا ہے)''۔ اس کے باعث اس کے اندر بظاہر بڑی دلکشی ہے۔ حقیقت کے اعتبار سے یہ سب دھوکے کا سامان ہے' یعنی انسان اس کی دلکشی سے دھوکہ کھا جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ مجھے یہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ اس کے رویے سے بھی یہ چیز ظاہر ہوتی ہے۔ دیکھتا ہے کہ آج فلاں شخص چلا گیا' آج فلاں کا رختِ سفر بندھ گیا' آج اس کا انتقال ہو گیا' لیکن وہ یہ سمجھتا ہے کہ جانے والے کچھ اور لوگ ہیں' میری باری ابھی نہیں آنے والی ہے۔ اس دنیا کی حقیقت نبی اکرم ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے: ((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ)) ''یہ دنیا مومن کے لیے ایک قید خانہ ہے'' جس میں وہ مجبوراً کچھ وقت بسر کرتا ہے۔ اس کی خواہش نہیں ہوتی یہاں رہنے کی' اس کی تو ہر وقت یہی کیفیت ہوتی ہے کہ مجھے جلد از جلد یہاں سے نکال دیا جائے' میں اپنے اصل وطن' اپنے اصل گھر پہنچ جاؤں۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ ''ہم اللہ ہی کے پاس سے آئے ہیں اور اسی کے پاس واپس لوٹ کر جانا ہے''۔ لیکن انسان اس حقیقت کو بھلائے رکھتا ہے۔ اور اس دنیا کے حسن کا دیوانہ بن کر اپنے آپ کو پورے کا پورا اس میں کھپا دیتا ہے۔ اس کی آسائش حاصل کرنے کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیتا ہے۔ جبکہ حقیقت کے اعتبار سے انسان کو سوچنا چاہیے کہ اس زندگی کی کتنی اہمیت ہے اور اس کے بعد جو زندگی آنے والی ہے' اس کا اس زندگی کے ساتھ کیا تناسب ہے۔ وہ کتنی طویل زندگی ہے اور یہ کتنی مختصر زندگی ہے۔ بہر حال انسان فریب میں آجاتا ہے اس لیے اس دنیا کو دھوکے کا سامان کہا گیا ہے۔ یہی بات اس رکوع میں سمجھائی گئی ہے۔ ایک شخص جو اس دنیا کے فریب میں مبتلا ہے اور ایک شخص ہے جو حقیقت کی نگاہ رکھتا ہے' ان دونوں کا ایک مکالمہ ہے جو یہاں پر سامنے لایا گیا ہے' اس کے ذریعے سے اس دنیا کی حقیقت سمجھائی گئی ہے۔ فرمایا گیا: ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ﴾ (الکہف: 32) ''(اے نبی!) ان کے سامنے بیان کیجیے دو آدمیوں کا قصہ (دو آدمیوں کی مثال بیان کیجیے)''۔ ﴿جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا﴾ (الکہف:32) ''ان میں سے ایک آدمی کو ہم نے انگوروں کے دو باغ عطا کیے تھے۔ ان باغوں کی حفاظت کے لیے چاروں طرف کھجور کے درخت تھے اور ان باغوں کے درمیان کھیتی کا بھی انتظام موجود تھا''۔ ﴿كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا﴾ (الکہف:33) ''وہ دونوں باغ بڑا بھرپور پھل دیتے تھے اور وہ تھوڑی سی کسر بھی نہیں چھوڑتے تھے''۔ انگوروں کی فصل بھی ہو رہی ہے اور اس کے درمیان کھیتی الگ ہے' یعنی گندم وغیرہ بھی لگ رہی ہے' مزید فرمایا: ﴿وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا﴾ (الکہف:33) ''اور ہم نے ان باغوں کے درمیان ایک نہر بھی جاری کر دی تھی''۔ اندازہ کیجیے وہ کتنا حسین منظر ہوگا کہ ایک باغ ہے جس کے اندر کھیتی بھی ہے' نہر بھی جاری ہے اور اس باغ کو چاروں طرف سے کھجور کے درختوں نے گھیرا ہوا ہے۔ ﴿وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ﴾ (الکہف:34) ''اور اس کو اس کا بھرپور ثمر مل رہا تھا''۔ اس شخص کو آپ بڑا جاگیردار سمجھ لیں۔ اس کے پاس ایک درویش آتا ہے جو اس کا دوست ہے جو نگاہِ حقیقت بھی رکھتا ہے۔ وہ آپس میں ملتے ہیں تو دونوں کا مکالمہ ہوتا ہے۔ اب یہاں پر جاگیردارانہ ذہن سامنے لایا جا رہا ہے۔ وہ چودھری کہتا ہے ﴿فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ﴾ (الکہف:34) ''وہ اپنے اس درویش دوست سے مکالمے میں یہ کہتا ہے'' ﴿اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا﴾ (الکہف:34) ''میں تم سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور جتھے کے اعتبار سے بھی زیادہ عزت والا ہوں''۔ دونوں میں گفتگو ہو رہی ہوگی۔ اس کا درویش دوست اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوگا کہ دیکھو یہ دنیا فانی شے ہے تمہیں اس پر زیادہ تکیہ نہیں کرنا چاہیے۔ اب وہ اس کا جواب دے رہا ہے کہ تم مجھے کیا اس طرح کی باتیں سنا رہے ہو' دیکھتے نہیں ہو کہ میری نفری کتنی ہے' میرے پاس مال کتنا ہے۔ میری جائیداد کتنی ہے۔ کتنا وسیع باغ ہے۔ یہ اس کا ذہن ہے۔ ﴿وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ﴾ (الکہف: 35) ''پھر وہ شخص باغ کے اندر داخل ہوا۔ اور وہ (یہ بات کہہ کر) اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے'' یعنی یہ بات کہہ کر وہ حقیقت سے بہت دور ہو گیا۔ ﴿قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا﴾ (الکہف: 35) جاگیردار ابھی اپنی گفتگو جاری رکھے ہوئے ہے ''کہتا ہے میرا نہیں خیال کہ جو کچھ مجھے اللہ نے عطا کیا ہے اس میں کبھی ختم ہونے کا معاملہ بھی ہے''۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ کبھی فنا ہونے والی شے نہیں ہے۔ یہ باغ سالہا سال سے مجھے رزق فراہم کر رہے ہیں۔ اگرچہ اس درویش کی گفتگو یہاں پر سامنے نہیں لائی گئی لیکن اس کے جواب سے اس کا اندازہ ہو رہا ہے کہ اس کے درویش دوست نے اس سے کیا بات کی ہے' اس کو کیا سمجھا رہا ہے۔ ﴿وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً﴾ ''(وہ جاگیر

دار مزید کہہ رہا ہے) اور میرا یہ بھی خیال ہے کہ یہ قیامت (جس سے تم مجھے ڈرا رہے ہو) نہیں قائم ہونے والی''۔ یہ ہے انسان کا ذہن' جیسا کہ آج کا لبرل ذہن ہے جس کو ہم سیکولر ذہن کہتے ہیں۔ ان کی سوچ خالص مادہ پرستانہ ہے۔ بہرحال یہ ذہن یہاں سامنے لایا گیا ہے اس کا کہنا ہے کہ مجھے نہیں خیال کہ قیامت قائم ہوگی' یا یہ کہ جب قیامت آئے گی تو دیکھا جائے گا۔ یہ فکر ہے کہ جو آج بھی پیدا ہو رہا ہے۔ چنانچہ انسان کی ساری دلچسپی دنیا بنانے' دنیا کمانے تک رہ گئی ہے۔ ﴿وَّ لَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰی رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْھَا مُنْقَلَبًا﴾ (الکہف:36) ''(مزید کہتا ہے) تاہم اگر کبھی مجھے اپنے رب کے حضور پلٹایا بھی گیا تو ضرور اس سے بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا''۔ اس درویش نے اس کو بتایا ہوگا کہ خدا کا خوف کرو' تمہیں مرنا بھی ہے' قیامت بھی قائم ہوگی' جزا و سزا بھی ہوگی' وہاں جا کر حساب کتاب دینا پڑے گا۔ تو اس کا بھی جواب دیکھئے وہ کیا ہے۔ تم کہہ رہے ہو کہ قیامت ہوگی' چلو بالفرض اگر ایسا ہو گیا' جیسا کہ تم کہہ رہے ہو' تو مجھے وہاں بھی تم سے بہتر سٹیٹس ملے گا' یہاں جو مال اللہ نے مجھے دیا ہوا ہے' میرے اندر کوئی صلاحیت ہے تو مجھے ملا ہوا ہے۔ تم فقیری کی زندگی بسر کر رہے ہو' جس طرح یہاں پر تم لاچار اور لاوارث پھر رہے ہو' وہاں بھی تمہارا معاملہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ سوچ ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ یہاں پر جو کچھ بھی میں نے حاصل کیا یہ میں نے اپنی قوت بازو سے حاصل کیا' حالانکہ یہ سوچ کی بہت بڑی غلطی ہے۔ یہ جو تقسیم دولت کا نظام اللہ تعالیٰ نے یہاں پر بنایا ہے' اس میں جو اونچ نیچ کا معاملہ رکھا ہے یہ دونوں صورتیں آزمائش کے لیے ہیں۔ یہ وہی مادہ پرستانہ ذہن ہے جس کے اندر سارا توکل اسباب و وسائل پر ہے۔ اور یہی اصل میں دجالی فتنہ ہے۔ اب کچھ باتیں اس کا درویش دوست اس کو کہہ رہا ہے۔ ﴿قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا﴾ (الکہف) ''اس کے دوست نے اس سے مکالمے میں کہا کیا تم کفر کا رویہ اختیار کر رہے ہو اس ہستی سے کہ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے مٹی اور نطفے سے' پھر تمہیں بنا سنوار کر اچھا بھلا ایک مرد بنا دیا؟ غور طلب بات یہ ہے کہ اس سوچ کو کافرانہ قرار دیا جا رہا ہے' حالانکہ وہ اللہ کا اس طرح سے انکار کرنے والا نہیں تھا۔ یہی سوچ ہے جو آج ہم پر بھی مسلط کی جا رہی ہے۔ آج کا میڈیا اسی کام کے اندر لگا ہوا ہے کہ وہ اس سوچ کو یہاں پر پوری طرح سے رائج کر دے۔ بدقسمتی سے کوئی قوت ایسی نہیں ہے جو اس کا ہاتھ روک سکے۔ آگے فرمایا: ﴿لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا﴾ (الکہف) ''لیکن میرا تو اللہ ہی رب ہے' میں تو اپنے رب کا کفر کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں''۔ وہی میرا اصل مالک ہے۔ اس کے ساتھ میں کسی کو شریک کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ ﴿وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا﴾ (الکہف) اب وہ اس کو کہہ رہا ہے کہ ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم اپنے باغ میں داخل ہو رہے تھے' تو تم (باغ کو دیکھ کر) یہ کہتے یہ سب کچھ جو ہے یہ اللہ ہی کے چاہنے سے ہوا ہے۔ تمام اختیار اللہ کے پاس ہے۔ (اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے) لیکن تم نے اپنی نفری کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس کی محنت سے یہ پھل درختوں پر لگا ہے اور تیار ہوئی ہے۔ اللہ سے تم محجوب ہو گئے' جب تم نے دیکھا کہ میں تم سے مال اور اولاد میں کم ہوں' تو تمہارے دماغ میں یہ بات کیوں نہ آئی کہ یہ سب کچھ جو تمہیں عطا کیا ہے اللہ نے عطا کیا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔ اور یہ سب کچھ آزمائش کے لیے ہے۔ اس کے اندر اللہ نے دوسروں کا بھی حق رکھا ہے کہ جو مستحق لوگ ہیں ان تک یہ حق تم پہنچاتے ہو کہ نہیں۔ ہمارا دین یہ سوچ دیتا ہے کہ جسے بھی اللہ تعالیٰ نے زیادہ خوشحالی عطا کی ہے' جو کچھ بھی ضرورت سے زائد ہے وہ اس کا نہیں ہے' وہ دوسروں کا حق ہے۔ آزمائش یہ ہے کہ یہ اس کو خوشدلی کے ساتھ حقداروں کے حوالے کرتا ہے یا نہیں۔ ﴿فَعَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا﴾ (الکہف) تم یہ جو کفر کر رہے ہو تو عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے یہ سب کچھ چھین لے۔ تمہارے اس باغ کے اوپر اللہ تعالیٰ آسمان سے کوئی آگ برسا دے' آگ کا بگولا بھیج دے' جس سے یہ بالکل چٹیل میدان کی طرح برباد ہو کر رہ جائے' اس کے اوپر بجلی گر جائے جو اسے جلا کر خاک کر دے۔ ژالہ باری ہو سکتی ہے۔ اس سے ساری فصلیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ انسان خود اپنی نگاہوں سے دیکھتا ہے کہ اس کے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ ﴿اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا﴾ (الکہف) یا تمہارے باغوں کے درمیان جو نہر چل رہی ہے اللہ اس نہر کا پانی نیچے کھینچ لے' اس کا لیول کم ہو جائے پھر تم کہاں سے پانی لاؤ گے۔ اللہ کے نظام کے صحیح طور پر چلنے کے نتیجے میں یہ چیزیں تمہیں حاصل ہو رہی ہیں۔ بروقت بارش ہو رہی ہے' زمین کے اندر جو صلاحیتیں ہیں اللہ ہی کے حکم کے تحت ہیں۔ اس مٹی کے اندر وہ مٹھاس کہاں موجود ہے جو آم کے اندر نظر آتی ہے۔ اسی طرح مٹی میں تو کوئی خوشبو نہیں ہے' رنگ نہیں ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جو پھولوں کو خوشبو اور رنگ عطا کرتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ایک ذریعہ بنا دیا ہے کہ تم بیج ڈالو گے تو اس کے نتیجے میں یہ درخت برآمد ہو جائے گا۔ اور اس درخت کے اندر یہ پھل آنا شروع ہو جائے گا۔ انسان اگر اسی بات پر غور کرے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت اسے حاصل ہو سکتی ہے۔ بہرحال واقعتاً ایسا ہی ہو گیا' جیسا کہ اس درویش نے کہا تھا۔ ﴿وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا﴾ (الکہف:42) اس کی ساری کھیتی بالکل تیار کھڑی تھی' اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی آفت آئی اور وہ اس کھیتی کو برباد کر گئی اور وہ ہاتھ ملتا رہ گیا۔ اس طرح کی جو آسمانی آفتیں ہوتی ہیں انسان اس پر بے بس ہوتا ہے۔ ﴿وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا﴾ (الکہف:42) اس حادثے کو دیکھ کر اس کی آنکھ کھلی ہے۔ اب وہ یہ کہہ رہا ہے کہ اے کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوتا۔ حالانکہ پوری گفتگو کے اندر کسی دیوی دیوتا کا' کسی مورتی کا کوئی ذکر نہیں ہے' ذکر یہی ہے کہ اس نے اسباب و وسائل ہی پر تکیہ کیا ہوا تھا۔ اسی کو وہ اپنی ساری آمدنی کا ذریعہ سمجھ رہا تھا۔ اب جب ایک دم پردہ ہٹا ہے اور وہ سارے اسباب و وسائل اس کے ہاتھ سے نکل گئے تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہوا۔ اے کاش! کہ میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوتا۔ یعنی اسباب و وسائل پر تکیہ کرنا' بھروسہ کرنا بھی شرک ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر کسی اور چیز پر انسان بھروسہ کرے' اس کو اپنے نفع و نقصان کا ذریعہ سمجھے یہی اصل میں شرک ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر جیسے علامہ اقبال نے وطن پرستی کو بھی شرک قرار دیا ہے۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

﴿وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (الکہف:43) کوئی شخص یا گروہ اللہ کے سوا اس کا کوئی کارساز ایسا نہ ہوا جو اس کی مدد کر سکتا' اس کو بچا سکتا اس نقصان سے۔ ﴿وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا﴾ (الکہف:43) اور پھر وہ بدلا لینے والا بھی نہ ہو سکا۔ یعنی کسی نے آپ کا نقصان کر دیا آپ اس سے بدلا لیتے ہیں۔ اگر کوئی آسمانی آفت آ گئی ہے تو بدلا کس سے لیں گے۔ ﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا﴾ (الکہف:44) یہ ہے اصل میں اللہ کا حکم چلانا۔ اللہ کی یہ معرفت انسان کو حاصل ہونی چاہیے۔ یہ بات اگر انسان کی سمجھ میں آ جائے کہ اصل اختیار اللہ کے پاس ہے' اس کی ساری اُمیدیں' ساری توقعات اللہ سے وابستہ ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ اگر تمہیں جوتے کا تسمہ بھی درکار ہے تو وہ بھی اللہ سے طلب کرو (کسی شخص سے امیدیں وابستہ نہ کرو) ہم اگر اپنے دلوں میں جھانک کر دیکھیں تو واقعتاً یہ بات ہمیں دور دور تک نظر نہیں آتی۔ کوئی اپنے بیٹے سے توقع لگا کر بیٹھا ہوا ہے۔ کوئی کسی وزیر سے توقع لگا کر بیٹھا ہوا ہے کہ یہ میرا نفع کر دے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو واضح فرمایا ہے: ''اے لوگو! اس بات پر یقین رکھو کہ ساری

دنیا کے انسان اور جن مل کر بھی اگر تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں' تو نہیں پہنچا سکتے جب تک کہ اللہ نہ چاہے' اور ساری دنیا کے انسان اور جن مل کر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں' نہیں پہنچا سکتے جب تک اللہ نہ چاہے"۔ ہم سوچیں کہ ہم اس حوالے سے کہاں کھڑے ہیں۔ کبھی ہم نے اس حوالے سے غور کیا؟ اپنے دل کا جائزہ لیا؟ اپنے ذہن کا جائزہ لیا؟ ہمارا دین تو یہ معیار چاہتا ہے کہ سب کو چھوڑ کر انسان کی سوچ اور فکر اللہ کے ساتھ جڑ جائے۔ جیسے سورۃ الحج کے آخری رکوع میں فرمایا گیا: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ﴾ کہ اللہ کے ساتھ چمٹ جاؤ۔ ایک تو اس کی توضیح یہ کی گئی ہے کہ اللہ کی کتاب کے ساتھ چمٹ جاؤ۔ ظاہر ہے کہ یہ بات بھی صحیح ہے۔ لیکن اس سے بھی آگے کی بات یہ ہے کہ انسان ذہنی اور فکری اعتبار سے اللہ ہی کو اپنا ملجا اور ماویٰ سمجھ لے۔ ﴿هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ﴾ (الحج: 78) وہ کتنا ہی اچھا مولا ہے اور کتنا ہی اچھا مددگار ہے۔ اگر انسان اس کے ساتھ اس طرح سے چمٹ جائے' اس کے ساتھ اپنا ذاتی اور زندہ تعلق قائم کر لے' قدم قدم پر اس کی طرف رجوع کرے' اس سے مدد مانگے۔ اس کو اپنے معاملات کے اندر Involve کر لے' ہر قدم اٹھاتے ہوئے دیکھے کہ میرا رب اس میں راضی ہو رہا ہے یا ناراض ہو رہا ہے' میں اپنے رب کو راضی کر کے اس کی خوشنودی حاصل کروں' اس کی خوشی کو دیکھوں' یہ اگر زندہ تعلق اللہ کے ساتھ قائم ہو جائے تو اس دجالی تہذیب کا جواب یہی ہے۔ یہ ایمان اور یقین ایک طرف ہے اور دوسری طرف یہ دجالی تہذیب ہے۔ یہ دجالی فتنہ اس وقت بڑی شدت کے ساتھ ہم پر مسلط کیا جا رہا ہے۔ جیسے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ ایمان کو بچانا ایسے ہی ہو گا جیسے انگارہ ہاتھ میں لینا۔ آج یہ دور آیا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ ہمیں حقیقی ایمان اور یقین کی دولت عطا فرمائے' اور ہر قسم کے فتنے سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

(مرتب: فرقان دانش خان)

❀ ❀ ❀

مومن اور گناہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مؤمن اپنے گناہوں کو پہاڑ کی طرح بھاری جانتا ہے گویا کہ وہ ایک ایسے پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے جو اس پر ابھی ابھی گرا چاہتا ہے اور فاسق کی نگاہ میں گناہ ایک ایسی مکھی کی مانند ہیں جو ناک پر سے گزر گئی انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس طرح۔ (رواہ البخاری)

Tooba Girls College

Registered & Recognized by the BISE Lahore

TGC

For Intermediate and B.A Classes

Admissions Open

- F.A (Arts Group)
- F.A (General Science)
- ICS (Maths+Stats+Comp. Sci.)
- B.A (Eco.+Maths & Other Combinations)

- Elegant College Building
- Modern Computing Facility
- Library Facility
- Indoor & Outdoor Games
- Pick & Drop Service
- Qualified and Experienced Teaching Staff
- Equipped with Modern Educational Tools
- Emphasis on Islamic Education & Training
- Compulsory Computer Education without Additional Fees

Scholarships for intelligent & deserving students

An Educational Project of

Iqtedar Ahmad Welfare Trust(Regd.)

78-Sector A-1, Township Lahore. Ph: 5114581

اسرائیلی نوجوان امن کی تلاش میں!

ہندوستان ٹائمز میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے Rabis looks for lost flock ربیز بھٹکے ہوؤں کی تلاش میں

سرزمین موعود سے فرار' یہودی مذہبی رہنماؤں کے لئے پریشانی کا باعث بن رہا ہے۔ اسرائیلی نوجوان کے گروہ کے گروہ تین سالہ جبری فوجی ملازمت مکمل ہوتے ہی جنگی جنون میں مبتلا اسرائیل سے بھاگ کر پُر امن زندگی گزارنے کے لئے بھارت کا رخ کر رہے ہیں۔ ہر سال دس ہزار کے لگ بھگ مرد اور عورتیں منالی' دھرم شالہ اور کسولی جیسی جگہوں پر پناہ لے رہے ہیں جہاں انہیں ہندوازم' قدرتی مناظر اور بعض اوقات منشیات سے بھی سکون ملتا ہے۔ Michal جو تین ماہ قبل دوستوں کے ہمراہ ہندوستان آئی ہے' کہتی ہے: "یہاں امن ہے' اسرائیل میں فلسطینیوں کے ساتھ جنگ کا ماحول رہتا ہے۔ اس صورت حال سے گھبرا کر اسرائیلی رہنماؤں نے لوگوں کا اعتماد برقرار رکھنے کی کوششیں تیز کر دی ہیں۔ اس مقصد کے لئے دو ربی Barcuh اور Yonatan بھٹکے ہوئے نوجوانوں کو واپس لینے کے لئے بھارت آئے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نوجوان اسرائیلی جنت سے اکتا چکے ہیں۔

رضوان عابد قریشی

دہلی' بھارت

سید جمال الدین افغانی کا سفر لندن سے قسطنطنیہ

سید قاسم محمود

ایران سے لندن

ایران سے نکل کر شیخ بصرہ پہنچے اور حاجی علی اکبر شیرازی سے جو خود ایک ایرانی مہاجر تھے' مشورہ کر کے لندن چلے گئے جہاں ملکم خاں نے ایرانی شہنشاہیت کے خلاف بہت زیادہ زمین تیار کر لی تھی۔ غالباً لندن جانے کا اصلی باعث وہاں ملکم خاں اور بلنٹ کی موجودگی تھی۔ 1891ء میں وہ لندن پہنچ گئے اور براؤن کہتا ہے کہ اس کی ملاقات پہلی مرتبہ شیخ سے ہالینڈ پارک میں ملکم خاں ہی کے مکان پر ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں انہوں نے چند جلسوں میں "ایران کے خوفناک عہد" کے عنوان سے زبردست تقریریں کیں اور اسی زمانہ میں "ضیاء الخافقین" کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا جس کے بہت سے اقتباسات بعد کو "المنار" میں شائع ہو چکے ہیں۔ یہ وقت تھا کہ تمباکو کے خلاف علماء کا فتویٰ ایران میں شائع ہو چکا تھا اور اس فتوے کا یہ اثر ہوا تھا کہ خود شاہ کے محل میں شاہی قلیان کے لیے تمباکو میسر نہ آتا تھا۔ شاہ کو پہلی دفعہ پبلک کی آواز سے مجبور ہو کر اس ٹھیکے کو منسوخ کرنا پڑا اور بلاشبہ یہ شیخ کی پہلی فتح تھی۔ علاوہ بریں یہ فتح علماء کے لیے بھی تھی۔ "ضیاء الخافقین" کے صفحات پر شیخ اپنے شدید ترین جذبات کا اظہار کر رہے تھے اور اس میں شبہ نہیں کہ طہران میں شیخ کی آواز کی گرج شاہ کو لرزا رہی تھی۔ یکم مارچ 1891ء کی اشاعت سے شیخ کی چند سطریں نمونتاً پیش کی جاتی ہیں:

"جب یہ بادشاہ' یہ زہریلا سانپ' یہ گنہگار سلطنت ایران پر مسلط ہوا' اس نے آہستہ آہستہ علماء کے حقوق میں دست اندازی کرنی شروع کی' ان کے رتبہ کو گرانے لگا اور ان کے اثرات کو کم کرنے لگا تا کہ خود مطلق العنان ہو کر حکومت کرے اور اپنے ظلم وتعدی کے دائرہ کو وسیع کر سکے۔ مگر حق باطل کے مقابلہ میں بلند ہوا اور اس نے شاہ کے ظلم کو کچل ڈالا جس طرح کہ ہر ظالم کا ظلم کچلا جاتا ہے۔ اے اسلام کے رہنماؤ! میں سچ کہتا ہوں کہ تم نے اپنے عزم و استقلال سے اسلام کے وقار کو بڑھا دیا ہے۔ غیر ملکیوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ اصل طاقت تمہاری ہے جس کو وہ نہ دبا سکتے ہیں نہ نظر انداز کر سکتے ہیں مگر خطرہ سخت ہے اور حالت نازک ہے' اس لیے کہ شیطانوں نے اتحاد کر لیا ہے اور اب وہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے اس پر تلے ہوئے ہیں کہ اس گنہگار (شاہ) کو بہکا کر علما کو خارج البلد کر دیا جائے"۔

یہ مضامین وہ عموماً "سید" یا "حسینی سید" کے نام سے لکھا کرتے تھے اور جیسا کہ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ الفاظ کی سختی' درشتی اور تلخی میں ان کا قلم کچھ کفایت شعار نہ تھا۔ ان کے عزم اور حوصلہ کی اب یہ حالت تھی کہ ایک موقع پر انہوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ "ان بادشاہوں کا تخت سے اتارنا اتنا ہی آسان ہے جتنا کہ پاؤں سے جوتے کا اتارنا"۔

لندن سے قسطنطنیہ

تقریباً ڈیڑھ سال تک اس طرح لندن میں مشغول رہ کر وہ اپنی زندگی کے آخری دور میں داخل ہوئے یعنی 1892ء میں سلطان عبدالحمید خاں کی دعوت پر لندن سے قسطنطنیہ چلے گئے۔ وہاں سلطان نے شیخ کے لیے 75 پونڈ ماہوار وظیفہ بھی مقرر کر دیا اور ان کی مدارات میں بہت زیادہ توجہ کا اظہار کیا' لیکن عبدالحمید کا شیخ کو قسطنطنیہ بلانا ایک خاص پالیسی کے تحت تھا۔ عبدالحمید خاں اپنے تخت وتاج کی حفاظت کے لیے اتحاد اسلامی کا ایک قلعہ تعمیر کرنا چاہتا تھا اور خلافت اسلامی کا اشتہار دے کر وہ دنیا کی عقیدت مندی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ یورپین دول کی جانب سے جو خطرات اس کے گرد وپیش بڑھتے جاتے ہیں' ان کا علاج صرف یہی ہے کہ اسلامی ممالک کی ہمدردیاں اس کے ساتھ ہوں۔ چنانچہ انہی منصوبوں کے تحت اس نے شیخ کے اثرات سے کام لے کر مکہ میں ایک انجمن کی بنیاد رکھوا دی تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ شیخ کو اپنے زیر اثر رکھ کر ان کے اثرات کو جو عالم اسلامی میں مسلمہ تھے' اپنے حق میں استعمال کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ شروع شروع میں جب شیخ کے ساتھ اس کی توقعات بہت زیادہ وابستہ تھیں' عبدالحمید خاں ہر موقع پر ان کے بہت بڑے حامی و مددگار کے بھیس میں دنیا کے سامنے آتا تھا۔ جب ناصر الدین شاہ نے چاہا کہ شیخ کی آواز اس کے خلاف بند ہو تو اپنے سفیر کے ذریعہ سے بار بار دربار خلافت میں اس امر کی تحریک کی کہ شیخ کو ان کی جدوجہد سے روکا جائے۔ چنانچہ عبدالحمید خاں نے ایک دن شیخ سے کہا کہ شاہ ایران کی مخالفت اب ترک کر دو۔ اور شاہ ایران آپ سے بہت زیادہ خوف زدہ ہیں۔ اور شیخ نے بھی سلطان کی خاطر کہہ دیا کہ "اچھا خلیفہ وقت کے حکم کی تعمیل کرنے کے لیے میں شاہ ایران کو معاف کرتا ہوں"۔ لیکن تیر شیخ کے ہاتھ سے پہلے ہی نکل چکا تھا اور وہ شرارہ ایران میں گر چکا تھا جس نے ناصر الدین کی خرمن ہستی کو جلا دیا۔ تاہم اس واقعہ سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ شیخ اور خلیفہ کے تعلقات اس وقت کیسے تھے۔ اس کے بعد جب ناصر الدین شاہ کو قتل کر دیا گیا تو حکومت ایران نے شیخ اور بعض دیگر اشخاص کو ترکی سے گرفتار کر کے لے جانا چاہا لیکن سلطان عبدالحمید خاں نے اوروں کو تو گرفتار کرا دیا' لیکن شیخ کی گرفتاری کی اجازت نہ دی۔ شیخ نے اس موقع پر خلیفہ کی حکومت سے پناہ نہیں مانگی' نہ انہوں نے بھاگنے کی کوشش کی بلکہ غالباً وہ اس لیے مطمئن بیٹھے رہے کہ وہ سلطان عبدالحمید کے منصوبوں سے بیگانہ نہ تھے اور جانتے تھے کہ سلطان کو ابھی ان کی خدمات کی ضرورت ہے۔ مکہ کی "انجمن ام القریٰ" کو سلطان اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے تھے اور حجاز وعراق میں شیخ کے اثرات سے کام لیا جا رہا تھا' لیکن بہت جلد سلطان عبدالحمید خاں کو شیخ کی رفاقت سے مایوس ہو جانا تھا۔ درحقیقت شیخ کا سیاسی مسلک عبدالحمید کی پالیسی کا بالکل

> یورپ کی اصطلاح میں خلافت پان اسلامیت کا جو مفہوم سمجھا گیا تھا' شیخ اس سے بہت بلند بہت دور اور بہت الگ جا رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سلطان ترکی بہت جلد ان سے مایوس اور بدگمان ہو گئے اور شیخ کی زندگی کا آخری زمانہ قسطنطنیہ میں ایک گمنام قیدی کی طرح گزرا۔

مخالف تھا۔ عبدالحمید خاں خلافت کے نام سے عالم اسلامی کی ہمدردیاں اپنے تخت وتاج کے ساتھ وابستہ کر کے ترکی کو یورپین دُول کے خطرات سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے اور شیخ اول ہی سے ہر ایک تاج وتخت کے دشمن تھے۔ ان کا اتحاد اسلام بالکل دوسرے معنی رکھتا تھا اور وہ ہر جگہ شہنشاہیت اور مطلقیت کے خلاف جذبات ملّی کو بیدار کرنا چاہتے تھے اور ممالک اسلامی کی بیداری کو اپنے عالمگیر اتحاد اسلام کا سنگ بنیاد بنانا چاہتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جب تک تمام اسلامی ممالک شخصی حکومتوں کے جبر وظلم سے آزاد نہ ہوں گے۔ آپس میں ایک دوسرے سے کوئی عملی ہمدردی نہیں کر سکتے' اس لیے ان کو کوئی دلچسپی عبدالحمید خاں کی تحریک کے ساتھ نہیں ہو سکتی تھی۔ یورپ نے جس چیز کا نام پین اسلامزم رکھا' وہ عبدالحمید خاں کا تیار کیا ہوا ایک بھوت تھا جس نے اس وقت کی سیاسیات کے لحاظ سے بعض یورپین دُول کے دفاتر خارجہ کی نیندیں حرام کر دیں مگر یورپ میں جمال الدین کے پین اسلامزم پر کوئی عمیق نظر نہیں ڈالی گئی بلکہ ان کو صرف اسلامی ممالک کا ایک فتنہ پرداز' یورپین اثرات کا دشمن اور بادشاہوں کی بادشاہت کا مخالف سمجھا گیا۔ اس کے آگے بہت کم لوگوں کی نظر گئی اور مجھے شبہ ہے کہ خود براؤن اور بلنٹ بھی شیخ کی پرواز خیال کے ساتھ کس حد تک چل سکے۔ بہرحال یورپ کی اصطلاح میں خلافت اور پین اسلامزم کا جو مفہوم سمجھا گیا تھا' شیخ اس سے بہت بلند' بہت دور اور بہت الگ جا رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عبدالحمید خاں بہت جلد ان سے مایوس اور بدگمان ہو گئے اور شیخ کی زندگی کا آخری زمانہ قسطنطنیہ میں ایک گمنام قیدی کی طرح گزرا۔

''بیوک مجاہد شیخ جمال الدین افغانی'' کے عنوان سے ''اخبار وطن'' (قسطنطنیہ) میں چند سال ہوئے' شیخ کی سیرت پر ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ گو کہ شیخ کے سوانح نگاروں نے ان کی نظر بندی کی تفصیلات بیان نہیں کیں' لیکن اس مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ کو عبدالحمید خاں نے اس بنا پر قید کر دیا تھا کہ خلیفہ کے صیغہ جاسوسی نے اس کو یہ اطلاع دی تھی کہ شیخ سلطان کے خلاف سازشیں کر رہے تھے اور یہ روایت بہت زیادہ قرین قیاس ہے۔ اس لیے کہ عبدالحمید خاں کی سیاست کا اس زمانہ میں یہی رنگ تھا کہ وہ اپنے سایہ سے بھی ڈرتے تھے اور شیخ کے متعلق شبہات کا نہ پیدا ہونا پیدا ہونے سے زیادہ تعجب انگیز ہوتا۔ بہرحال اس زندگی کی مختصر روئداد ختم ہوتی ہے۔ میں نے شیخ کے علم و فضائل' ذاتی مشاغل' فلسفیانہ خیالات' عقائد مذہبی اور ان کی شہرت کے بہت سے ضروری پہلوؤں کے لیے ان مختصر صفحات میں گنجائش نہیں پائی۔ نہ میں اپنے سننے والوں کو بہت زیادہ تھکانا چاہتا ہوں۔ وہ چیزیں سب اپنے اپنے موقع پر بیان ہوں گی' شاید کہ شیخ کی زندگی کا کوئی نکتہ کسی حق شناس تک پہنچ جائے۔ میرے پاس ان مضامین اور ان کے خطوط کا ایک اچھا مجموعہ ہے جو بجائے خود ایک دلچسپ علمی دعوت کا سامان فراہم کرے گا' لیکن اس کے لیے دوسری فرصت درکار ہے۔

ایران میں جو جسمانی سختیاں شیخ نے برداشت کی تھیں' ان کا بہت زیادہ اثر شیخ کی صحت پر ہو چکا تھا اور واقعہ یہ ہے کہ ایران سے آنے کے بعد پھر وہ اپنی کھوئی ہوئی صحت کبھی حاصل نہ کر سکے۔ قسطنطنیہ میں وہ اکثر بیمار رہے تھے اور بالآخر دورانِ نظر بندی میں ان کو سرطان کا لاعلاج عارضہ لاحق ہوا۔ اس مرض کے سلسلہ میں تین دفعہ ان کے چہرے اور گردن پر عمل جراحی کیا گیا' لیکن اپنے رب کے پیام پر لبیک کہنے کا وقت آ چکا تھا۔

9 مارچ 1897ء کو اس مجاہد کی زندگی کا کام ختم ہو گیا اور قسطنطنیہ کی سرزمین پر اس نے اپنی آخری منزل کو پا لیا۔ اب یہ بحث دور از کار ہے کہ جمال الدین کو عبدالحمید نے زہر دلوایا تھا یا نہیں۔ جتنا کام قسام ازل نے ان کے سپرد کیا تھا' وہ اس کو انجام دے گئے۔ دنیا والے اب جس قدر جی چاہے' اس پر تنقید وتبصرہ کے دریا بہا دیں' لیکن بیداری مشرق کے اس بہت بڑے پیامی کا نام اس وقت تک دنیا میں روشن رہے گا جب تک کہ دنیا آباد ہے۔ اہل نظر کے لیے یہ ایک سبق آموز داستان ہے۔

نشان طاش کے قریب ایک قبرستان میں شیخ کی قبر عرصہ تک بے نشان رہی' ان کے جنازے کے ساتھ بھی بیس آدمیوں سے زیادہ نہ تھے' لیکن دنیا ان کو بھولی نہ تھی۔ ہندوستان کا تو ذکر ہی کیا کہ ہم خود اپنے ملک کے مشاہیر کو مرنے کے بعد ایک ہفتہ کے اندر بھول جاتے ہیں' لیکن تعجب تو یہ ہے کہ شیخ کی زندگی کا زیادہ سرمایہ مغرب میں محفوظ رہا اور عبدالحمید کے بعد ترکوں نے ان کی آخری آرام گاہ کو پھر ڈھونڈ نکالا۔ ایک امریکن کروڑ پتی نے ان کی قبر کے لیے سنگ مرمر کا ایک پتھر تیار کرا کر بھیجا تو ایک نوجوان ترک نے ایک غیر ملکی کی اس فیاضی سے متاثر ہو کر قسطنطنیہ کے ایک اخبار میں لکھا کہ:

''میں نے ایک اخبار میں پڑھا ہے کہ ایک امریکن مسٹر کراین نے اس بڑے مسلمان عالم کے لیے ایک نہایت شاندار سنگ مرمر کا مزار بنایا ہے۔ یہ امریکن کروڑ پتی ہے مگر اس کی تازہ ترین قدر شناسی نے نامعلوم میرے دل میں مسرت اور افسوس سے ملا جلا ہوا ایک احساس پیدا کیا۔ جمال الدین افغانی کے لیے ایک محتشم وشاندار مزار کا بنایا جانا حقیقتاً ایک ایسا اچھا کام ہے جس سے روح تسلی پاتی ہے۔ جمال الدین اپنی تمام زندگی میں دنیاوی جاہ وجلال سے بے پرواہ رہا اور اپنی متواضع زندگی کے شایاں اسی کو سمجھا کہ اپنی قبر کے لیے دو گز زمین سے زیادہ نہ لے۔ اس میں فراعنہ مصر کا غرور نہ تھا کہ اپنی لاش کی حفاظت کے لیے اہرام بنوائے۔ اس لحاظ سے ایک محتشم مزار کا بنایا جانا اس کے اعزاز میں کوئی اضافہ نہیں کرتا مگر انصاف شرط ہے۔ کیا اس کی یادگار کے لیے اس قدر اہتمام بھی اس کے مداحین پر لازم نہ تھا؟ میں اس بات سے تو خوش ہوں کہ جمال الدین کا مزار اس کی ایک مادی یادگار ہو گا مگر میرے قلب کے ایک گہرے اور مغرور گوشے میں ایک خفیف ٹھیس لگتی ہے اور میرا دل سوال کرتا ہے کہ جمال الدین کے مزار کو ایک ترک' ایک افغان یا ایک ایرانی نے (جسے جمال الدین کے ایرانی ہونے پر بہت اصرار رہتا تھا) کیوں تعمیر نہ کرایا؟''

یہ تو ایک ترک کا جذبہ تھا۔ میں اپنے ہم وطنوں سے کیا کہوں' ان میں سے کتنے ہیں جو قسطنطنیہ جاتے ہیں اور وہاں کبھی جمال الدین کی قبر پر دو پھول چڑھانے کا ارادہ کرتے ہوں؟

اپنے آخری لمحوں میں جب زبان بند تھی اور چند آنسو بہانے کے لیے دوست بستر مرگ کے قریب بیٹھے تھے۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے حلقہ بنا کر کہا تھا کہ ''میں مر جاؤں گا مگر میری آنکھیں اسی طرح کھلی رہیں گی جس طرح تم دیکھتے ہو''۔

(اتحادِ اسلامی کے رہنما سید جمال الدین افغانی کے حالات پر یہ قسط ختم ہوئی۔ آئندہ قسط سے ہم مصر میں داخل ہوں گے۔ س ق م)

(جاری ہے)

ضرورت ریسیپشنسٹ

لاہور ہربنس پورہ میں واقع دینی ادارے کو دینی مزاج اور گریجویٹ تعلیمی قابلیت کے حامل شخص کی ضرورت ہے۔ بیرون لاہور سے تعلق رکھنے والے کو کھانے اور رہائش کی سہولت بھی دی جائے گی۔

بیت الھدیٰ سکول 14 ڈیفنس روڈ' ہربنس پورہ' لاہور

فون: 8-6631897-6638837 موبائل: 0300-4170302

بجلی سے چلنے والی منشیات

THE PLUG-IN DRUGS

ڈاکٹر گوہر مشتاق

حضورﷺ نے اپنی احادیث میں قیامت کی جو نشانیاں بتائی تھیں اُن میں یہ ذکر بھی تھا کہ "گھر گھر میں عورتیں ناچیں گی اور فتنہ ہر گھر میں گھس جائے گا"۔ آج ٹی وی سے زیادہ اس حدیث کا مصداق اور کوئی نہیں جس کے ذریعہ مسلمانوں میں غیر اسلامی باتیں انتہائی تیزی سے پھیلائی جارہی ہیں۔ غیر مسلموں بالخصوص یہودیوں کا ایک مخصوص ایجنڈا ہے کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلائی جائے تا کہ اُن میں ایڈز کے مریض کی طرح ہر غلط چیز کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ختم ہوجائے۔

حدیث رسولﷺ ہے: میں تمہیں دجال کے متعلق ایسی بات بتاؤں گا جو مجھ سے پہلے نبیوں نے نہیں بتائی۔ وہ یہ کہ دجال کی ایک آنکھ ہوگی"۔

غور سے دیکھیں تو ٹی وی، کیبل ٹی وی، ویڈیو کیمرہ، کمپیوٹر (انٹرنیٹ) وغیرہ اور دجال میں ایک چیز قدر مشترک ہے وہ ہے ایک آنکھ۔ ٹی وی اور کمپیوٹر ہی ایک آنکھ والے دجال کے ایجنٹ ہیں جو ہر مسلمان کے گھر میں گھس کے فساد پھیلا رہے ہیں۔ یہ کوئی اتفاق نہیں ہے کہ Times Worner جو کہ فلمی کمپنی ہے اور CBS ان دونوں کا نشان ایک آنکھ ہے۔

قرآن میں شراب کے متعلق ذکر ہے کہ اس کے کچھ فائدے بھی ہیں لیکن اس کے نقصانات اس کے فائدوں سے زیادہ ہیں (سورۃ البقرہ: 219) اسی لئے شراب حرام ٹھہرائی گئی۔ تو کچھ یہی حال ٹی وی کا بھی ہے۔ ہمیں یہ چیز سمجھ لینی چاہئے کہ انسانی دماغ میں باطل کو حق ثابت (Rationalize) کرنے کی بے پناہ صلاحیت موجود ہوتی ہے۔

یہ درست ہے کہ ٹی وی پر تلاوت اور فہم قرآن کے پروگرام دکھائے جاتے ہیں مگر ان کے فوراً بعد بے ہودہ اور لایعنی پروگرام پیش کر کے قرآن کے اثر کو زائل کر دیا جاتا ہے۔ پھر خود تلاوت قرآن کرنے اور ترجمہ قرآن پڑھنے سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ ٹی وی کے پروگرام سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ آج ٹی وی دیکھنے کا ہی یہ کرشمہ ہے کہ مسلمانوں نے Mel Gibson کی ہالی وڈ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے متعلق جھوٹی سچی فلم Passion of Christ دیکھی تو اُن مسلمانوں نے فلم کے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر انتہائی تکلیف کے ساتھ قتل ہوتے ہوئے دیکھ کر بہت آنسو بہائے بلکہ آنسو ضائع کیے حالانکہ انہی مسلمانوں نے اگر قرآن کا اردو ترجمہ پڑھا ہوتا تو وہ قرآن میں سورۃ النساء میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق پڑھتے:

﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾

(آیت:157)

"اور ان لوگوں نے حضرت عیسیٰؑ کو نہ تو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ انہی کی صورت کے کسی دوسرے شخص کو"۔

پھر اللہ نے فرمایا: "اور حضرت عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا گیا یقیناً بلکہ ان کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف"۔

ٹی وی اور خبریں:

خبروں کے حصول کے لئے بھی ٹی وی کی افادیت محل نظر ہے۔ نیل پوسٹ مین (Neil Postman) امریکہ کا ایک بہت بڑا مفکر ہے اور یہاں کی نیویارک یونیورسٹی کے کمیونیکیشن ڈپارٹمنٹ کا سربراہ ہے۔ اُس نے اپنی کتاب How to Watch T.V News میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ٹی وی پر خبریں دینے کا اصل مقصد صرف لوگوں میں سنسنی پھیلانا اور اشتہارات (Advertisements) کا فروغ ہوتا ہے اور ریسرچ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ اخبارات پڑھتے ہیں وہ ان لوگوں کے مقابلے میں جو ٹی وی پر خبریں دیکھتے ہیں کہیں زیادہ ملکی حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔ کیونکہ اخبار میں خبر زیادہ تفصیل سے ہوتی ہے اور صفحے پر لکھی ہوئی تحریر ٹی وی سکرین کے مقابلے میں زیادہ بہتر یاد ہوتی ہے۔

ٹی وی اور موسیقی

ٹی وی پر ہر وقت موسیقی دکھائی جاتی ہے۔ حالانکہ حضورﷺ نے احادیث میں واضح طور پر موسیقی کو حرام قرار دیا ہے مثلاً: اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ (مشکوٰۃ شریف باب الغناء) گانا بجانا دل میں منافقت کو اسی طرح اُگاتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔

ٹی وی ڈرامے:

ٹی وی ڈرامے جن کے انتظار میں لوگ بے چین ہوتے ہیں اور اپنی روزمرہ خصوصاً شام کی مصروفیات کو ان ڈراموں کے اوقات کے مطابق ڈھالتے ہیں تا کہ کہیں ڈرامہ مس نہ ہوجائے' یہ ڈرامے معیار زندگی بلند کرنے کا درس دے کر لوگوں میں بے چینی پیدا کرتے ہیں (یعنی ہمارے پاس فلاں چیز نہیں) اور انہیں مادہ پرست بناتے ہیں' مرد اور عورت دونوں کو جاب کرتا دکھا کر گھر میں خوشحالی کا تاثر دیتے ہیں اور اپنی مذہبی روایات سے بغاوت سکھاتے ہیں۔

ٹی وی کے نقصانات......جدید سائنسی تجزیہ:

امریکہ کے ارباب فکر ونظر نے ٹی وی کے نقصانات کا سائنسی تجزیہ کر کے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں نیل پوسٹ مین کی کتاب Amusing Overselves of Death' جیری مینڈر کی کتاب Four Arguments for Elimination of Television اور میری ون کی کتاب The Plug-In Drugs (یعنی بجلی سے چلنے والی منشیات) شامل ہیں۔ جیری مینڈر (Jerry Mander) کی تو اپنی اشتہارات کی کمپنی تھی جس کی اُس نے 15 سال صدارت کی اور پھر ٹی وی کے بزنس سے توبہ کی اور گھر کا بھیدی ہونے کی حیثیت سے ٹی وی اور کمپیوٹر کی سیاہ کاریوں کے متعلق ایک تحریک شروع کی۔ اسی طرح Jane Healy ph.D ایک Educational Psychologist ہے اور اس کا اس میدان میں 35 سالہ تجربہ ہے۔ ان تمام محققین کی ریسرچ کی بنیاد پر مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

1۔ ٹی وی کی سکرین پر مناظر یا تصاویر (Images) سیکنڈ کے 30 ویں حصے سے زیادہ تیزی کے ساتھ حرکت کرتے ہیں جس کی وجہ سے دماغ میں ان کو جانچنے اور پرکھنے Analyze کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور انسانی دماغ ان کی اچھائی برائی کی تمیز کیے بغیر ان کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ (Passive Receptance)۔

2۔ امریکہ میں اعداد و شمار سے پتا چلتا ہے کہ ایک عام امریکی شہری ہفتے میں 30 گھنٹے ٹی وی دیکھتا ہے۔ جبکہ والدین اپنے بچوں کو روزانہ 15 منٹ سے بھی کم وقت دیتے ہیں۔ چونکہ مسلمان ممالک ہر چیز میں امریکہ کی اندھی تقلید کرتے ہیں اس لیے اس معاملے میں مسلمان والدین کا

حال بھی یہی ہوگا۔

3۔ پچھلے 20 برسوں میں جیسے جیسے بچوں میں ٹی وی کا دیکھنا عام ہوا ہے اسی رفتار سے امتحانوں میں بچوں کی کارکردگی بد سے بدتر ہوئی ہے۔

4۔ ٹی وی دیکھنا چونکہ ایک Passive مشق ہے اس لئے اس کی وجہ سے لوگوں میں سستی کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے۔

5۔ ماہرین نفسیات کی کئی برسوں کی تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ لوگ جب ٹی وی پروگرام (ڈرامے اور فلمیں) دیکھتے ہیں تو وہ ان ڈراموں میں پیش کیے گئے حالات کو لاشعوری طور پر اپنی روزمرہ زندگی پر نافذ (Apply) کرنے کی کوشش کرتے ہیں لوگوں کی جذباتیت کا رجحان' ایک دوسرے کے لیے غصہ اور حسد' سب کو بھڑکانے میں ٹی وی کا بہت دخل ہے۔

6۔ ٹی وی اور کمپیوٹر جب چلتے ہیں تو اُن کی سکرین میں سے شعاعیں (Cathode Rays) نکلتی ہیں اور یہ شعاعیں ہمارے دماغوں میں پیدا ہونے والی شعاعوں (Gamma Rays) پر غالب آجاتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں دماغ میں پیدا ہونے والی نیورو کیمیکلز (Neuro Chemicals) میں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ اس کے سب سے مہلک اثرات چھوٹے بچوں اور ماں بننے والی خواتین پر پڑتے ہیں۔ چھوٹے بچوں میں توجہ مرکوز کرنے میں کمی کی بیماری (Attention Deficit Syndrome) میں سب سے زیادہ دخل ٹی وی کا ہے۔ اگر بچہ والدین کو تنگ کر رہا ہو تو ٹی وی کے آگے بٹھانے سے بچہ وقتی طور پر تو چپ ہو جاتا ہے مگر اس کی قیمت بعد میں دینی پڑتی ہے۔

7۔ بیری سینڈر نے اپنی کتاب In the Absence of a Sacred میں بتایا ہے کہ کینیڈا کے ایک شہر میں ریڈ انڈین قبائل آباد تھے جن کا رہن سہن مسلمان معاشرے جیسا تھا یعنی اپنے بزرگوں کا احترام۔ وہاں کے سفید فام حکمرانوں نے ریڈ انڈین لوگوں کو اپنے جیسا بنانے کے لیے کوششیں کیں مگر ناکام رہے۔ آخر انہوں نے ریڈ انڈین قبائل کو مفت میں ٹی وی تقسیم کئے اور وہاں کے ٹی وی چینل پر اسی طرح کے پروگرام نشر کئے (جس طرح کے پروگرام پاکستان اور دیگر ممالک میں دکھائے جاتے ہیں) پھر کیا تھا کہ 20 سالوں کے اندر اندر ریڈ انڈین قبائل کا معاشرتی نظام تباہ ہو کے رہ گیا۔ ان کے نوجوانوں میں بے راہ روی پھیلنا شروع ہوگئی اور نوجوانوں نے اپنے والدین کے خلاف بغاوت کردی۔ جو کام دوسرے ذرائع سے نہ کر سکے وہ ٹی وی نے بڑی کامیابی سے کردیا۔

8۔ ٹی وی کی ماں یعنی کمپیوٹر کا بچوں کو سکھانا اور بچوں کا انٹرنیٹ پر Chatting کرنا ایک قابلیت بھی جاتی ہے حالانکہ اصل قابلیت تعلیم اور مطالعہ کتب سے آتی ہے۔ کمپیوٹر تو برطانیہ اور امریکہ میں بن مانس بھی چلا لیتے ہیں۔

کیا ٹی وی چھوڑنا ممکن ہے؟

شروع شروع میں جب ٹی وی کو ایک بندہ چھوڑ دے تو سخت بے چینی ہوتی ہے کیونکہ یہ ایک قسم کا نشہ ہے جسے میری ون نے بجلی سے چلنے والی منشیات (Plug-in Drug) کہا ہے۔ جب کسی نشہ آور چیز کو چھوڑیں تو Withdrawl Symptoms ضرور ہوتی ہیں۔ لیکن یقین جانئے کہ آپ ایک مہینہ ٹی وی چھوڑیں تو اس کے بعد آپ کا ٹی وی دیکھنے کو دل نہیں چاہے گا۔ اللہ اور حضور ﷺ سے آپ کو اگر محبت ہے تو اُن کی خاطر اپنا وقت ٹی وی پر برباد کرنا چھوڑ دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

مَنْ تَرَکَ شَیْئًا لِلّٰہِ عَوَّضَہُ اللّٰہُ خَیْرًا مِّنْہُ

(الحدیث)

"جو اللہ کی خاطر کوئی چیز چھوڑتا ہے تو اللہ اُس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز اس بندے کو عطا فرما دیتا ہے"۔

ہم ٹی وی کو اپنی زندگی سے نکال دیں تو اس کے متبادل بہت سے مشغلے ہیں۔ مثلاً

1۔ میاں بیوی میں سے کوئی ایک اسلامی کتاب کو پڑھے اور دوسرا اس کو سنے۔

2۔ خود اسلامی کتاب یا اسلامی رسالہ پڑھنا اور جب دوسری بہنوں سے ملاقات ہو تو اس کتاب کے متعلق (Discussion) کرنا۔

3۔ بچوں کو اسلامی کہانیاں سنانا۔ یہ بات بہت چھوٹی معلوم ہوتی ہے مگر بیسویں صدی کے عظیم سائنسدان آئن سٹائن نے ایک مرتبہ کہا تھا: "اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ ذہین بنے تو آپ اسے کہانیاں سنائیں"۔

کثرت حق کا معیار نہیں ہوتی۔ قرآن پاک میں ہے: "اُن سے کہہ دو کہ پاک اور ناپاک بہرحال یکساں نہیں ہیں خواہ ناپاک کی بہتات تمہیں کتنی کشش والی کیوں نہ معلوم ہو۔ پس اے لوگو! جو عقل رکھتے ہو اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو"۔ (المائدہ)

جب 1251ء میں تاتاریوں نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجائی اور لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا تو اس وقت لگتا تھا کہ اب اسلام نہیں اٹھ سکے گا لیکن اُس حادثے میں جو خواتین زندہ بچ گئیں' اُنہی کی کوششوں سے وحشی تاتاریوں نے اسلام قبول کر لیا۔ آج پھر اسلام کو ایسی خواتین کی ضرورت ہے۔

مسلم خواتین کو چاہئے کہ وہ ٹی وی پر وقت ضائع کرنے کی بجائے گھر میں درسِ قرآن کا اہتمام کریں۔ اپنے بچوں کو صحابہ کرامؓ اور مسلمان علماء (مثلاً امام ابوحنیفہؒ' امام شافعیؒ' امام مالکؒ' امام ابن تیمیہؒ' امام غزالیؒ) کی سوانح عمریاں سنائیں۔ یہ بات ہمیں بہت چھوٹی نظر آتی ہے لیکن سوانح عمریوں کے بچوں اور نوجوانوں کے ذہنوں پر بہت گہرے نقوش پڑتے ہیں۔ مشہور امریکی سائیکالوجسٹ Scott Peck نے اپنی کتاب The Raod Less Travelled میں لکھا ہے کہ بچوں اور نوجوانوں پر سوانح عمریوں کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے کیونکہ وہ غیر شعوری طور پر کسی نہ کسی Role Model کو ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔ جب ہم اپنے بچوں کو اسلامی رول ماڈل مہیا نہ کریں تو بچے اپنی ذہنی ضرورت کی وجہ سے ٹی وی یا فلموں سے کسی ایکٹر کو یا کسی کھلاڑی کو اپنا رول ماڈل بنا لیتے ہیں اور پھر اُسی کی طرح بننے میں اپنی صلاحیتیں لگا دیتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو ایک آنکھ والے دجالی فتنے سے بچائے یعنی ٹی وی' ڈش' کیمرہ' کمپیوٹر' انٹرنیٹ وغیرہ۔ آمین

(بشکریہ ماہنامہ "چمن بتول" لاہور)

دوپہر کے اخبارات میں عریاں تصاویر

لاہور سے دوپہر کے وقت چھپنے والے تمام اخبارات آج کل ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر عریاں اور اشتعال انگیز تصاویر شائع کر رہے ہیں۔ حد یہ ہے کہ صفحہ اول پر خبروں سے زیادہ سے زیادہ غیر ملکی اخلاق باختہ تصویریں چھپی ہوئی ہوتی ہیں' جنہیں دیکھ کر انسان تو کیا شیطان بھی شرمانے لگے' یہ "زرد صحافت" نہیں "زرد ترین صحافت" ہے۔ ان خیالات کے مالک ایڈیٹرز سب مسلمان ہیں اور قوم ان سے اس قسم کی صحافت کی ہرگز توقع نہیں رکھتی۔ کمرشلزم کی بھی آخر کوئی حد ہونی چاہئے' صحافت کو نری تجارت تو نہ بنائیں۔ سندھ حکومت نے انہی خرافات کی بنا پر دوپہر کے بہت سے اخبارات بند کر دیے۔ پنجاب حکومت کو بھی اخبارات کو مناسب تنبیہ کے بعد ایسا ہی قدم اٹھانا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اخبارات معاشرے میں پائی جانے والی جنسی انارکی اور ذہنی انتشار کے بہت بڑے محرک ہیں' ان کی اصلاح سے حکومت کے لئے اخلاقی جرائم پر قابو آسان ہو جائے گا۔ (سید مظہر علی ادیب)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

بارات کے چند مفاسد

مولانا اشرف علی تھانویؒ کی نظر میں

بارات نا اتفاقی اور ذلت کا سبب ہے

اس بارات کے لیے کبھی دولہا والے کبھی دلہن والے بڑے بڑے اصرار و تکرار کرتے ہیں اور اس سے مقصود صرف نام وری اور تفاخر ہے۔ اکثر اس میں ایسا بھی کرتے ہیں کہ بلائے پچاس اور جا پہنچے سو۔ تو اول تو بلا بلائے اس طرح کسی کے گھر جانا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دعوت میں بلا بلائے جائے وہ گیا تو چور ہو کر اور نکلا لٹیرا ہو کر یعنی ایسا گناہ ہوتا ہے جیسے چوری اور لوٹ مار کا۔ پھر دوسرے شخص کی اس میں بے آبروئی بھی ہو جاتی ہے۔ کسی کو رسوا کرنا یہ دوسرا گناہ ہوا۔ پھر ان امور کی وجہ سے اکثر جانبین میں ایسی ضدا ضدی اور بے لطفی (و کدورت' بلکہ بسا اوقات رنجش) ہوتی ہے کہ عمر بھر قلوب میں اس کا اثر باقی رہتا ہے۔ چونکہ نا اتفاقی حرام ہے اس لیے اس کے اسباب بھی حرام ہوں گے۔ اس لیے یہ فضول رسم ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ (اصلاح الرسوم' ص 63)

اب تو ان رسموں کی بدولت بجائے محبت و الفت کے جو کہ میل ملاپ سے اصلی مقصود ہے' اکثر رنج و تکرار اور شکایت (کی نوبت آ جاتی ہے)' پرانے کینوں کا تازہ کرنا اور صاحب تقریب کی عیب جوئی اور تذلیل کے درپے ہونا۔ اور اس طرح کی دوسری خرابیاں دیکھی جاتی ہیں۔ اور چونکہ ایسا لینا دینا' کھانا کھلانا عرفاً لازم ہو گیا ہے اس لیے کچھ فرحت و مسرت بھی نہیں ہوتی' نہ دینے والے کو کہ وہ ایک بے گار سی اتارتا ہے نہ لینے والے کو کہ وہ اپنا حق ضروری یا معاوضہ سمجھتا ہے۔ پھر لطف (و محبت) کہاں! اس لیے ان تمام خرافات کا حذف کرنا واجب ہے۔ (اصلاح الرسوم' ص 88)

مَیں بارات کی رسم کو حرام سمجھتا ہوں

یہ خرابیاں ہیں بارات میں جن کی وجہ سے بارات کو منع کیا جاتا ہے۔ اور میں جو پہلے باراتوں میں جایا کرتا تھا اُس وقت تک میری سمجھ میں خرابیاں نہ آئی تھیں۔ اب میں ان رسموں کو بالکل حرام سمجھتا ہوں اور اگر تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو اصلاح الرسوم (دوسرے باب کی چھٹی فصل) اور امداد الفتاویٰ (جلد پنجم' ص 279) دیکھ لو۔ اس میں مَیں نے تفصیلی دلائل لکھ دیے ہیں۔ خدا نے میرے قلم سے بعض باتوں کی خرابیاں ظاہر کرا دیں جو دوسروں نے ظاہر نہیں کیں۔ اسی لیے لوگ مجھے سخت مشہور کرنے لگے۔

حقوق الزوجین' ص 368

بیاہ شادی' بارات میں اگر آمد و رفت نہ ہو تو میل جول کی کیا صورت ہو؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ رسوم (بارات) وغیرہ موقوف ہو جائیں تو پھر میل ملاپ کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو میل ملاپ کی مصلحت سے معاصی (گناہوں) کا ارتکاب کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ کہ میل ملاپ اس پر موقوف بھی نہیں۔ بلا رسوم کی پابندی (اور بارات) کے اگر ایک دوسرے کے گھر جائیں' یا اس کو بلائیں' اس کو کھلائیں پلائیں' کچھ امداد و سلوک کریں جیسے یار دوستوں میں راہ رسم جاری ہیں تو یہ ممکن ہے۔ (اصلاح الرسوم' ص 87)

بارات وغیرہ تمام رسموں کے ناجائز ہونے کی شرعی دلیل

میرے نزدیک جو مجموعی ہیئت اس وقت تقریبات کی ہو رہی ہے اس کے ہر جزء کی قریب قریب اصلاح ضروری ہے۔ —— تمام رسوم میں بجز اتلاف مال (مال کو برباد کرنے) و ارتکاب معاصی کے مثلاً ریا' تفاخر' اسراف اور دوسروں کے لیے موجب تکلیف ہو جانا اور مقتدائے معاصی بن جانا' کوئی دنیا کا بھی معتدبہ (لائق اعتبار) نفع نہیں۔ اس لیے میرے نزدیک ان کی قباحت بڑھی ہوئی ہے۔ میرے خیالات کا خلاصہ مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ ہیئت متعارفہ (مروجہ طریقہ) کے تمام اجزاء بدلنے کی ضرورت ہے۔ گو اکثر اجزاء اگر فرادیٰ (علیحدہ) نظر سے دیکھے جائیں تو مباح نکلیں گے۔

مگر یہ قاعدہ شرعی بھی ہے اور عقلی بھی کہ جو مباح معصیت کا ذریعہ اور معین جرم بن جائے وہ بھی معصیت اور جرم ہو جاتا ہے۔ ان تقریبات کی بدولت کیا مسلمان مقروض نہیں بن جاتے؟ کیا مہاجنوں کو سود نہیں دیتے؟ کیا اُن کی جائیداد و مکان نیلام نہیں ہو جاتے؟ کیا اہل تقریب کی نیت میں اظہار تفاخر و نمائش نہیں ہوتا؟ اگر عام مجمع میں اظہار نہ ہو تو کیا خاص مجمع کے خیال سے (کہ گھر پہنچ کر سب زیور و اسباب دیکھا جائے گا' اس کی قیمت کا اندازہ کیا جائے گا) سامان نہیں کیا جاتا؟ پھر ان رسوم میں تسلسل و ترتب کچھ اس قسم کا ہے کہ ایک کو کر کے پھر سب ہی کو آہستہ آہستہ کرنا پڑتا ہے۔ کیا ان قیود و پابندیوں کو عملاً قیود شرعیہ سے زیادہ ضروری نہیں سمجھا جاتا؟ نماز باجماعت فوت ہونے سے کیا کبھی ایسی شرمندگی ہوئی ہے جیسی جہیز میں چوکی پلنگ کے نہ دینے سے ہوتی ہے؟ گو اس کی ضرورت نہ ہو۔ جہیز میں ضروری سامان کا لحاظ (کرنے میں) شرعاً وعقلاً مضائقہ نہ تھا' مگر بہت یقینی امر ہے کہ ضروریات کی فہرست ہر جگہ جدا بنے گی' لیکن جہیز کی ایک ہی فہرست ہر جگہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رواج کی پابندی اس کی علت ہے' ضرورت پر اس کی بنیاد نہیں۔ تو اس درجہ کی پابندی نہ عقلاً جائز نہ شرعاً درست۔ پس جب ان میں اس قدر مفاسد ہیں تو عقل یا نقل (شریعت) کب اس کی اجازت دے سکتی ہے! (امداد الفتاویٰ' جلد پنجم' ص 278)

(مرسلہ: انجینئر مختار حسین فاروقی)

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

❁ از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟ ❁ ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
❁ نیکی' تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس (2) عربی گرامر کورس (III،II،I) (3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کیلئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز' قرآن اکیڈمی 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

بُرقع

ہنری مکاؤ

میرے کمرے کی دیوار پر ایک تصویر لٹکی ہوئی ہے جس میں ایک عورت بُرقع پہنے ہوئے ہے۔ اسی تصویر میں دوسری جانب ایک امریکن عورت کی تصویر ہے جو صرف ایک بکنی (Bikini) میں ملبوس ہے۔ ایک عورت کا بدن مکمل طور پر ڈھکا ہوا اور پوشیدہ ہے اور دوسری عورت کا بدن برہنہ ہے جسے ہر ایک دیکھ سکتا ہے۔

یہ دونوں انتہائیں نام نہاد تہذیب کے ٹکراؤ کے بارے میں ہمیں آگاہ کرتی ہیں۔ ایک تہذیب میں عورت کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ امریکہ نہ صرف عربوں کے تیل پر قبضہ کرنا چاہتا ہے بلکہ وہ در پردہ ایک اور جنگ بھی کر رہا ہے اور یہ جنگ تہذیب وثقافت کی جنگ ہے۔ امریکہ جس طرح تیل پر قابض ہونا چاہتا ہے بالکل اُسی طرح عربوں کو اُن کے مذہب، تہذیب اور ثقافت سے بھی بے گانہ کرنا چاہتا ہے اور عرب مسلمان عورت کے برقعے کو امریکی Bikini میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔

میں مسلمان عورت کے حالات کے بارے میں کوئی ماہرانہ علم نہیں رکھتا لیکن پھر بھی مجھے عورت کی نسوانیت سے محبت ہے اور میں برقعے کے استعمال کے حق میں ہوں۔ میں صرف ان اقدار کا دفاع کر رہا ہوں جو برقعے کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔

بُرقع یا پردہ ایک عورت پر فرائض عائد کرتا ہے کہ اس کی شکل پر صرف اس کے شوہر اور خاندان کا حق ہے۔ صرف وہ اس کی شکل کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ خاندان میں عورت کی اہمیت کو اُجاگر کرتا ہے اور ہمیں یہ بھی دکھاتا ہے کہ ایک مسلم عورت کا گھر اس کا محور ہوتا ہے جہاں پر اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں اور پرورش پاتے ہیں اور عورت ہی گھر کو گھر بناتی ہے۔ اپنے بچوں کی تربیت اور پرورش کرتی ہے اور اپنے شوہر کے لیے پناہ گاہ اور مشکل کی گھڑی میں مضبوط سہارا ہوتی ہے۔

دوسری جانب امریکن عورت ہے جو لاکھوں لوگوں کے سامنے برہنہ ہوتی ہے۔ اُس کا وجود صرف اُس کی ذات تک محدود نہیں رہتا ہے بلکہ وہ ایک پبلک پراپرٹی ہوتی ہے، وہ کسی کی نہیں ہوتی یا ہر کسی کی ہوتی ہے۔

اپنے جسم کو ہر وقت بیچنے کے لیے تیار رکھتی ہے اور ہر وقت اپنی بولی لگائے ہوتی ہے۔

امریکہ میں عورت کو جنسی کشش کے ثقافتی ترازو میں تولا جاتا ہے، جونہی اس کی عمر بڑھنی شروع ہوتی ہے وہ اپنے جسم اور شکل وصورت کے بارے میں شدید ذہنی الجھاؤ کا شکار ہو جاتی ہے۔ جوانی میں امریکی عورت کا ''رول ماڈل'' برٹنی سپئیر ہے جو کہ برہنہ گائیکی میں شہرت رکھتی ہے۔ برٹنی سے وہ یہ سبق سیکھتی ہے کہ اُس سے صرف اس صورت میں محبت ہو سکتی ہے جب تک وہ جوان اور خوبصورت ہو۔ سچی محبت کے تسلسل سے وہ ناواقف ہوتی ہے۔ غیر مردوں سے تعلقات کے باعث وہ اپنی معصومیت کھو بیٹھتی ہے جو کہ اس کے حُسن کا اہم ترین حصہ ہے۔ اس کا دل سخت اور کاروباری ہو جاتا ہے اور وہ محبت کرنے کے قابل نہیں رہتی ہے۔

عورت کی نسوانیت ماں اور بچے کے جذباتی رشتے میں پائی جاتی ہے۔ جس کی بنیاد پرورش اور اپنی ذات کی نفی ہے۔ مردانہ فطرت میں شکار اور شکاری کا عنصر زیادہ ہے۔ اس میں تشدد اور دنیا پرستی موجود ہے۔ نسوانیت عورت کو صبر کا درس دیتی ہے اور وہ مرد کے رویے کو تبدیل کر سکتی ہے۔

اسی طرح تشدد پسند اور الجھاؤ کی شکار عورت کبھی بھی اچھی ماں یا بیوی نہیں بن سکتی۔ یہ نیو ورلڈ آرڈر (NWO) کا ایک مقصد ہے کہ دنیا میں جنسی تمیز ختم کی جائے، آبادی کم کی جائے اور خاندان کے تصور کو تباہ کیا جائے۔ اس نئی دنیا میں عورت کا ایک نیا تصور ہے جو ایک گھونسلا بنانے والی نہیں بلکہ ایک آزاد اور خود مختار شخصیت ہے۔ رمزفیلڈ نے ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ جوان عورتیں پرانے ملاؤں کے زیر اثر ہیں اور امریکہ انہیں جلد آزادی دلائے گا۔ جہاں پر برٹنی سپئیر کا انداز' آزادانہ تعلقات' خاندان اور رشتوں کے تصور کا اختتام جلد حقیقت کا روپ دھاریں گے۔ خاندان انسانی ترقی کا ایک اہم جزو ہے۔ یہ وہ مرحلہ ہے جب ہم اپنی ذات کے محور سے نکلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے صحیح پیروکار بن جاتے ہیں اور ایک نئی زندگی کی تخلیق اور پرورش کرتے ہیں۔

نیو ورلڈ آرڈر انسان کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ پختگی کے اس معیار کو پہنچے۔ نیو ورلڈ آرڈر میں فحش مواد پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہے جو نوجوانوں کو ہر قسم کی آزادی دینے کے حق میں ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ہمیشہ کے لیے تنہا زندگی گزاریں بلکہ شادی کے نام سے آزاد زندگی گزاریں گے۔ یہ چیز عورت کے لیے تباہ کن ہے، اس کی کشش اور بچے پیدا کرنے کی صلاحیت لازم وملزوم ہیں جب اس کی کشش ختم ہو جاتی ہے تو اس کے بچے پیدا کرنے کی صلاحیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اگر ایک عورت اپنی زندگی کے اہم سال ''آزاد'' ہونے پر قربان کر دے تو پھر وہ زندگی میں مستقل اور اچھا ساتھی بھی حاصل نہیں کر سکتی جس پر اس کی زندگی کی خوشی کا انحصار ہے۔

بس عورت کو شادی اور خاندان کو پہلی ترجیح دینی چاہیے۔ یہ نیو ورلڈ آرڈر کے تحت آزادیٔ نسواں کا ایک نیا خطرناک نعرہ ہے جس نے امریکی عورت اور مغربی ثقافت کو تباہ کر دیا ہے اور اسلام کے لیے ایک زبردست خطرے کی گھنٹی ہے۔ میں برقعے کا دفاع نہیں کر رہا ہوں، لیکن برقعے کے ساتھ چند اقدار ہیں جن میں عورت کی حیاء اور تقدس، خاندان کا تصور اور عورت کی پاکیزگی اپنے مستقبل کے شوہر کے لیے بُرقع اور Bikini دو انتہائیں ہیں۔ میرا جواب ان دونوں کے درمیان کہیں موجود ہے۔

(مترجم: نوید یوسف ترین) (بشکریہ روزنامہ ''آج'')

اللہ کی عدالت میں جوابدہی کا تصوّر

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ تم میں سے ہر ایک نگران اور جواب دہ ہے۔ (1) اسلامی ریاست کا صدر نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (2) ہر شخص اپنے بال بچوں کا حاکم ہے اور اپنی ذمہ داریوں کے لئے خدا کے ہاں جواب دہ ہے۔ (3) عورت اپنے شوہر کے گھر (اور اس کے بچوں) کی ذمہ دار ہے گھریلو انتظام کے سلسلہ میں اس سے باز پرس ہوگی۔ (4) نوکر اپنے آقا کی اور (5) بیٹا اپنے باپ کی جائیداد کا امین اور محافظ ہے اللہ کے ہاں اس پر ان سے محاسبہ ہوگا۔ (غور سے سنو) تم میں سے ہر ایک (اپنے اپنے دائرہ میں) حاکم اور نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کی بابت پوچھا جائے گا جو اس کی نگرانی میں ہیں۔

(متفق علیہ)

''اگر دو خدا ہوتے تو ان میں ضرور اختلاف ہوتا''

ایک ہندو نوجوان کے قبولِ اسلام کی داستان

میرا اسلامی نام شیخ زین العابدین ہے۔ میں نے 1985ء میں ہندو مذہب سے اسلام قبول کیا۔ میں کیرالہ ہندوستان میں پیدا ہوا۔ لیکن میری پرورش بمبئی میں ہوئی۔ میرے والدین کا تعلق متوسط ہندو گھرانے سے تھا۔ اگرچہ میں کٹر ہندو نہیں تھا' تاہم والدین کی بتائی ہوئی تمام رسوم پر کاربند تھا۔ ہر ہفتہ مندر میں حاضری دیتا تھا۔ ایک روز میں اپنی ڈنڈوت کے بعد اپنے ایک دوست کا انتظار کر رہا تھا۔ میں گنیش جو ہاتھی اور ہنومان بندر کے مرکب چہرہ والا دیوتا ہے کے سامنے بیٹھا تھا' جبکہ ایک خیال میرے ذہن میں آیا کہ کیا یہ پتھر کی مورتیں خدا ہو سکتی ہیں؟ میرے ذہن نے کہا کہ یہ صرف پتھر کی مورتیں ہیں۔ چنانچہ میں دہریہ بن گیا۔ قریباً 4 ماہ میں اسی بے خدائی کی حالت میں رہا۔ اس کے بعد میرے ذہن میں ایک خیال آیا کہ اگر کوئی خدا نہیں ہے تو یہ کائنات کس نے پیدا کی۔ جبکہ یہ کائنات بہت ہی منظم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حادثاتی نہیں ہے بلکہ کسی بہت ہی اعلیٰ اور منظم طاقت کا کرشمہ ہے جسے میں نہیں جانتا۔ میں نے اس کا نام ''قادر مطلق'' رکھا۔ اور میرا یقین تھا کہ یہ قادر مطلق صرف ایک ہو سکتا ہے جس نے ہر چیز کی بنیاد صرف ایک چھوٹے ذرے ''ایٹم'' پر رکھی۔ اگر دو خدا ہوتے تو ضرور ان میں اختلاف ہوتا۔ اس طرح میں نے جب کبھی جہاں کبھی مجھے اس کی ضرورت محسوس ہوئی اس قادر مطلق کو پکارنا شروع کر دیا۔ اور میری پکار ہر مرتبہ پوری ہونے لگی جس سے میرا یقین پختہ ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اس قادر مطلق سے سیدھا راستہ دکھانے کی دعا کرنی شروع کر دی۔ اس وقت مجھے ایک اشکال تھا کہ یہ قادر مطلق اس کائنات کو بنانے کے بعد اس سے ملتا کیوں نہیں؟ لیکن جلد ہی یہ اشکال دور ہو گیا۔

میں نے پیٹروکیمیکل انڈسٹری میں ایک ٹریننگ کورس شروع کیا' جہاں میرا ساتھی ایک عملی مسلمان تھا۔ میں نے اس کی حرکات پر غور کرنا شروع کر دیا کیونکہ وہ عام مسلمانوں سے مختلف تھا۔ وہ عبادت کرتا تھا' روزہ رکھتا تھا اور کسی بری بات میں ملوث نہیں ہوتا تھا۔ میں نے اس سے اسلام کے بارے میں سوالات شروع کر دیئے۔ اور وہ بہت اچھے طریقے سے مجھے معلومات دینے لگا۔ اس وقت میں نے اسے یہ ظاہر نہیں کیا کہ میں مسلمان ہوں گا۔ میں نے اس سے عبادت کا طریقہ معلوم کرنا شروع کیا۔ اس نے مجھے سورۂ فاتحہ کی تشریح بتائی۔ اب میں نے ''اپنے قادر مطلق'' کی اس طریقہ پر عبادت شروع کر دی۔ جلد ہی میرے شکوک دور ہو گئے اور میں اسلام پر زیادہ مضبوط ہو گیا۔ پھر میں نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں مسلمان ہو گیا اور باقاعدہ عبادت شروع کر دی' لیکن چھپ کر۔ میں نے اپنے ایک گھر کے دوست اور بھائی سے اس بارے میں گفتگو کی۔ وہ بھی فوراً مسلمان ہو گئے۔

ایک روز میرے والدین نے مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ انہوں نے میرا گھر سے باہر نکلنا بند کر دیا۔ تاہم میں کسی نہ کسی طرح نماز ادا کر لیتا تھا۔ صرف روزہ رکھنے کی پریشانی تھی۔ وہ مجھے روزہ رکھنے نہیں دیتے تھے' اور زبردستی کھلا دیتے تھے۔ تاہم انہوں نے مجھے عیسائیت قبول کرنے کی اجازت دے دی اور ایک عیسائی مشنری کو بلایا۔ اس نے مجھے بتایا کہ خدا بہت رحم دل ہے۔ اگر یسوع مسیح پر ایمان لائیں تو دوزخ کے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ مجھے ابدی زندگی عطا کرے گا۔ وہ مجھے بتانے لگا کہ موت کے بعد کسی قسم کی کوئی سزا نہیں ہے۔ میرے پاس انجیل کی ایک کتاب تھی جس میں دوزخ کی سزا کا ذکر تھا۔ میں نے جب یہ اس کو دکھائی تو وہ چلا گیا اور دوبارہ میرے پاس نہیں آیا۔ اب میرے والدین نے مجھے ایک ماہر نفسیات کے پاس لے جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ چونکہ میرا علم مکمل نہیں ہے اس لئے پہلے مجھے 100 فیصد ہندوازم کا علم حاصل کرنا چاہئے۔ اس کے بعد اسلام کا 100 فیصد علم حاصل کرنا چاہئے۔ تب موازنہ کر کے مجھے مذہب تبدیل کرنا چاہئے۔ میں نے اس سے کہا کہ جب ہم چاول پکاتے ہیں تو تمام چاول چیک نہیں کرتے۔ صرف تھوڑے سے بطور نمونہ چیک کرتے ہیں۔ اسی طرح میں نے دونوں مذاہب کا تھوڑا تھوڑا علم حاصل کر کے مذہب تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کسی ایک مذہب کا 100 فیصد علم حاصل کرنے کے لئے تو پوری زندگی درکار ہے۔ اس کے بعد میرے والدین نے ایک عزیز سے رابطہ کیا جس نے مجھے اور میرے دوست کو جسمانی نقصان سے خوف زدہ کیا۔ اس پر میں نے اپنے ساتھ ایک خنجر رکھنا شروع کر دیا۔ میرے اس عمل سے میرے والدین اور رشتہ دار ٹھنڈے پڑ گئے۔

میرا روزمرہ کا معمول جاری تھا' سوائے روزہ کے۔ تب میں نے اپنے گھر کو خیرباد کہنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت میرے پاس صرف 300 روپے تھے۔ میں تبلیغی جماعت کے ایک گروپ میں 40 روز کے لئے چلا گیا اور گھر والوں کے لئے ایک خط چھوڑا کہ میں گھر چھوڑ کر جا رہا ہوں کیونکہ میں اس گھر میں اپنے مذہب پر عمل نہیں کر سکتا تھا۔ میرے گھر والے بہت پریشان ہوئے۔ میری ماں نے میرے لئے رونا دھونا شروع کر دیا۔ جب میں 40 دن پورے کر چکا تو میری رقم بھی ختم ہو گئی۔ میں پریشانی میں سوچ رہا تھا کہ اب کیا کیا جائے کہ ایک بوڑھے آدمی نے جو مجھے جانتا تھا' کہا کہ میں اپنے گھر واپس چلا جاؤں۔ چنانچہ میں واپس اپنے گھر آ گیا تو میرے والدین بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے مجھے آزادی سے اسلام پر عمل پیرا ہونے کی اجازت دے دی۔ میں نے 1990 میں ایک مسلمان لڑکی سے شادی کی اور اسلام کے بارے میں مزید تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔

اخذ و ترجمہ: سید افتخار احمد شاہ

ضرورت رشتہ

☆ راولپنڈی میں مقیم' اسلامی ماحول رکھنے والے گھرانے کی باپردہ' پابند صوم وصلوٰۃ بیٹی' عمر 23 سال' قد 5 فٹ 3 انچ' ایم ایس سی (اکنامکس) کے لیے دین کا فہم رکھنے والے' کم از کم ایم ایس سی' برسر روزگار (رزق حلال)' ترجیحاً کسی دعوتی تحریکی اجتماعیت سے وابستہ اور راولپنڈی' اسلام آباد میں مقیم پنجابی نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: محمد آصف بھٹی: 0300-5346550

☆ 24 سالہ دوشیزہ بی ایس سی فرسٹ ویمن بینک میں جاب کر رہی ہیں' کے لیے برسر روزگار دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: فون: 6652285

☆ اوکاڑہ میں رہائش پذیر خاندان کی 24 سالہ' میٹرک' باپردہ بیٹی کے لیے نیک رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: محمد سعید (8 تا 4 بجے)

فون: 042-5711852

5764823-5712796

☆ لاہور کے رہائشی' اردو سپیکنگ' 28 سالہ' ایم اے (اردو)' برسر روزگار نوجوان کے لیے موزوں دینی رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: ارشد' فون: 042-7523546-7

عید گفٹ اسکیم

عید کارڈ کی جگہ **بیان القرآن** CDs کا تحفہ دیجیے!

"**بیان القرآن**" محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا شہرۂ آفاق دورۂ ترجمۂ قرآن ہے جس میں ڈاکٹر صاحب محترم نے رمضان المبارک کی باسعادت راتوں میں بہت ہی خوبصورت اور عام فہم انداز میں قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے اس کو پوری دنیا میں بہت پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ گذشتہ پانچ سال سے یہ پروگرام ARY DIGITAL اور گذشتہ دو سال سے Qtv پر روزانہ نشر کیا جاتا ہے۔ ان دو چینلز کے علاوہ اس پروگرام کو Prime TV یورپ سے روزانہ نشر کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے اس پروگرام کی بلا مبالغہ لاکھوں سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز، آڈیو و ویڈیو کیسٹس تیار ہو کر پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی اس پروگرام سے استفادہ کر رہے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے اپنے عقائد درست کیے ہیں۔ بیان القرآن کا یہ پروگرام 108 گھنٹے پر مشتمل ہے۔ اس کی audio کو دو MP3 format کی CDs میں یکجا کر دیا گیا ہے۔

عید گفٹ پراجیکٹ رمضان المبارک 2004:

پچھلے سال رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور نے **بیان القرآن** سی ڈیز کے ذریعہ قرآن مجید کی دعوت اور اس کے پیغام کو عام کرنے کیلئے ایک ڈسکاؤنٹ اسکیم کا اجرا کیا جس میں **بیان القرآن** سی ڈیز کو قیمت فروخت سے چوتھائی قیمت میں فروخت کیا گیا اور لوگوں کو اس بات کی ترغیب دی گئی کہ وہ اپنے دوست احباب اور اعزہ کو عید کارڈز بھیجنے کی بجائے **بیان القرآن** سی ڈیز تحفہ کے طور پر دیں' تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔ اس سلسلے میں ہمیں قرشی گروپ آف انڈسٹریز اور احمد کنکریٹ لمیٹڈ کا تعاون حاصل رہا۔ ان کے اس تعاون سے **بیان القرآن** سی ڈیز کے دس ہزار سیٹ (بیس ہزار سی ڈیز) تیار کیے گئے۔ جس میں لاگت کی نصف رقم ان دونوں sponsors نے ادا کی اور باقی کی قیمت خریدار نے۔ اس طرح **بیان القرآن** سی ڈیز کا یہ سیٹ صرف 20 روپے میں فروخت کے لیے دستیاب کیا گیا۔ لاہور کی ایک معروف ایڈورٹائزنگ کمپنی AD SELLS نے ہماری اس اسکیم کے تین عدد billboards شہر میں اہم مقامات پر لگائے' جن کا response الحمد للہ اس قدر زبردست رہا کہ یہ دس ہزار سیٹ صرف سات دن کے اندر اندر فروخت ہو گئے۔ اس اسکیم سے مختلف کمپنیوں اور دکانداروں نے بھی استفادہ کیا اور انہوں نے اپنے clients کو عید کارڈز کی جگہ بیان القرآن سی ڈیز ارسال کیں۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ بہترین تحفہ اور حصول ثواب کا ذریعہ ہے۔ عید کارڈ تو لوگ ضائع کر دیتے ہیں مگر یہ تحفہ تو ہمیشہ کام آئے گا۔ ان شاء اللہ!

عید گفٹ پراجیکٹ رمضان المبارک 2005:

ان شاء اللہ اس سال بھی رمضان المبارک میں اس مہم کو بہتر اور زیادہ بڑے پیمانے پر چلانے کا ارادہ ہے۔ **بیان القرآن** سی ڈیز گزشتہ سال کی طرح discounted قیمت میں فروخت کے لیے مہیا کی جائیں گی تاکہ لوگ ان کو عید کارڈ کی بجائے تحفہ کے طور پر دیں۔

☆ اس مرتبہ سی ڈیز کی تعداد کا ٹارگٹ ایک لاکھ سیٹ (دو لاکھ سی ڈیز) رکھا گیا ہے۔

☆ **بیان القرآن** سی ڈیز سیٹ کی اصل قیمت فروخت 60 روپے ہے جبکہ اس اسکیم کے تحت دو سی ڈیز کا یہ سیٹ صرف 20 روپے میں فروخت کیا جائے گا۔

اس پراجیکٹ کے لیے اسپانسر حضرات جلد از جلد رابطہ کریں!

☆ اسپانسر شپ کی رقم نقد یا بذریعہ کراس چیک بنام: مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور، درج ذیل پتے پر جمع کرائی جا سکتی ہے۔

رابطہ: **آصف حمید**، ناظم شعبہ سمع و بصر' قرآن اکیڈمی، K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور۔ پاکستان

فون: 0300-9479584 (042)5869501-03 ای میل: info@tanzeem.org

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے

زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کے

رجوع الی القرآن کورس

میں داخلے کے لیے طالبانِ قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں!

تعلیم یافتہ حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

یہ کورس بنیادی طور پر گریجوایٹس اور پوسٹ گریجوایٹس کے لیے ترتیب دیا گیا ہے' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' انہیں اس کورس کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے ——— تاہم بعض استثنائی صورتوں میں ایف اے کی بنیاد پر بھی اس کورس میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔

نصاب

۱) عربی صرف و نحو ۲) ترجمہ قرآن (تقریباً پانچ پارے) ۳) آیاتِ قرآنی کی صرفی و نحوی تحلیل ۴) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہ نمائی (تقریباً دو پارے) (منتخب دروسِ قرآن)
۵) تجوید و حفظ ۶) مطالعۂ حدیث
۷) اصطلاحاتِ حدیث ۸) اضافی محاضرات

o کورس کا آغاز ان شاء اللہ یکم ستمبر سے ہوگا اور کورس کا دورانیہ نو (9) ماہ ہوگا۔

کورس کا تفصیلی پراسپکٹس

جس میں داخلے سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل' طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے' درج ذیل پتے سے حاصل کریں:

ناظم برائے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

(فون: 5869501-03)

تنظیم اسلامی دیرکا دعوتی و تربیتی شب بسری پروگرام

تنظیم اسلامی دیر و بی بیوڑ کے مشترکہ ایک روزہ دعوتی و تربیتی شب بسری بہ مورخہ 18 جون بروز ہفتہ بمقام قولنڈی بالا کے جامع مسجد میں منعقد کیا گیا۔ جس میں دیر سے تنظیم کے 6 رفقاء اور بی بیوڑ سے 7 رفقاء نے مکمل شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز بعد از نماز عصر ہوا۔ لیکن روڈ کی بندش کی وجہ سے تاخیر سے پہنچے۔ اپنی جماعت کرا کے مختصر مشاورت کی گئی۔ جس میں گشت کے لیے جماعت نکالی۔ 5 رفقاء نے گشت کیا۔ رستے میں ایک دوسری جامع مسجد میں اعالم زیب صاحب نے فرائض دینی کا جامع تصور پر مختصر بات کی۔ جس میں احباب کی تعداد 10 سے 15 تھی۔ پروگرام کے مطابق بعد از نماز مغرب منہج انقلاب نبویؐ پر جناب ممتاز بخت صاحب نے بڑی مدلل گفتگو کی۔ جس میں حاضرین کی تعداد 25 سے 30 تھی۔ نماز عشاء کے بعد مقامی درس قرآن تھا۔ امام مسجد سے بات کر کے درس قرآن ممتاز بخت صاحب نے دیا۔ جس میں 15 سے 20 تک احباب نے شرکت کی۔ رات ساڑھے نو بجے تربیتی نشست شروع ہوئی جس میں فرائض دینی کا مذاکرہ تھا۔ راقم نے فرائض دینی کا پہلا فرض یعنی بندگی پر بحث کی اور بعد میں رفقاء کو 10-10 منٹ گفتگو کرنے کا موقع دیا۔ گیارہ بجے راقم نے آداب خواب پر مختصر بات کی۔ صبح بعد از نماز فجر درس حدیث عالم زیب صاحب نے دیا۔ اس میں پانچ چھ احباب شریک رہے۔ اس کے بعد درس قرآن ہوا اور آخر میں حفظ و تجوید کی مختصر سی نشست ہوئی۔ اسی کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: سعید اللہ خان)

اسرہ غالیگے سوات کی ماہانہ شب بسری

اُسرہ غالیگی سوات کے زیر اہتمام 3 جولائی کو شب بسری کا پروگرام اس طرح شروع ہوا کہ نماز عصر کے فوراً بعد مولانا شوکت اللہ صاحب نے فرائض دینی کے جامع تصور کو مارکر اور بورڈ کے ذریعے واضح کیا اور بحیثیت مسلمان تین فرائض خوب گنوا کر سامعین کو سمجھانے کی کوشش کی۔ سب سے پہلے مسلمان کا اہم فریضہ یہ ہے کہ دین پر خود عمل کریں۔ پھر دین کو پھیلائیں اور تیسری ذمہ داری یہ کہ دین کے اقامت کی کوشش کریں۔ اس کام کے لیے تن من دھن قربان کردے۔ نماز مغرب کے بعد علی شیر خان نے 30 منٹ تک درس حدیث دیا۔ حضورﷺ کی مشہور حدیث (جس میں دور نبوت سے قیامت تک پانچ ادوار کے حالات) سے سامعین محظوظ ہوئے اور موجودہ دور میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں امت کو یاد دلائیں۔

پھر نماز عشاء کے بعد مولانا غلام اللہ خان حقانی نے ایک گھنٹہ پر مشتمل ''تہذیب جدید تباہی سے دوچار ہونے والی ہے'' پر خطاب کیا۔ جس میں قرآنی اور تاریخی اصولوں سے یہ بات واضح کی گئی کہ جب بھی کسی فرد یا قوم نے محنت کر کے ترقی پائی پھر ترقی کی وجہ سے ان کو دولت اور قوت نصیب ہوئی۔ اسی قوت اور دولت نے ان کی ذہن کو قارونیت (کہ میں نے اپنی محنت اور صلاحیت سے کمائی) اور فرعونیت (انا ربکم الاعلیٰ) سے بھر دیا۔ اور وہ ظلم پر آمادہ ہو گئے۔ اور ظلم کا نتیجہ تباہی ہے۔ اسی طرح جدید تہذیب نے (اس کے علم بردار) بھی ظلم و بربریت کا بازار حکومت اور دولت کی نشہ میں گرم کیا ہوا ہے۔ (اس کے پاسداران) جلد تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گے۔ لیکن یاد رکھنا اس کی تباہی سے مسلمانوں کے ہاتھ کچھ نہ لگے گا۔ جب تک وہ اپنے آپ کو ایک مجاہد فی سبیل اللہ ثابت نہ کردیں۔ نماز فجر کے بعد 4 جولائی کو غالیگے میں روح اور بدن پر قرآن کے حوالہ سے روشنی ڈالی۔

(مرتب: حبیب علی)

ماہانہ شب بیداری و ایک روزہ۔ تنظیم اسلامی نیو ملتان

تنظیم اسلامی نیو ملتان کے زیر اہتمام ماہانہ شب بیداری کا پروگرام مورخہ 16 جولائی کو بروز ہفتہ ہوا۔ یہ پروگرام امیر تنظیم محمد عطاء اللہ خان کے گھر پر ہوا۔ شرکاء کی حاضری 45 کے قریب تھی۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب محمد سلیم اختر صاحب کے درس قرآن سے ہوا۔ موصوف نے سورۂ شوریٰ کی آیات کے حوالہ سے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کے ارکان کے اوصاف پر مفصل بیان فرمایا۔ موصوف نے آیات قرآنی اقبال کے اشعار سے مرصع گفتگو فرمائی۔ آپ کا انداز بیاں دل کو گرما دیتا ہے اور رفقاء کے اندر پھر سے جذبہ اقامت دین کو جگا دیتا ہے۔ آپ نے وضاحت فرمائی کہ ان آیات میں آنے والی صفات کو ہمیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہیے وہ صفات درج ذیل ہیں۔ دنیا و مافیہا کے متعلق نقطہ نظر کی تبدیلی کہ یہ سب کچھ صرف عارضی برتنے کا سامان ہے دھوکے کا سامان ہے۔ توکل علی اللہ۔ اللہ کی ذات سے امیدیں وابستہ رکھنا اور مکمل بھروسہ اسی کی ذات باری تعالیٰ پر ہو۔ موصوف نے توکل سے متعلق یہ شعر سنایا۔

توکل نام ہے اس کا کہ خنجر تیز رکھ اپنا
پھر انجام اس کی تیزی کا مقدر کے حوالے کر

اس کبائر سے اجتناب' بے حیائی فحاشی سے بچنا۔ اور اپنے غصہ کو قابو میں رکھنا نیز اللہ کی پکار پر لبیک کہنا اور نماز قائم رکھنا' معاملات میں باہم مشورہ کرنا۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا یہ وہ اوصاف تھے جو ان آیات میں آئیں۔

نماز عشاء کے بعد سید محمد جہانزیب شاہ صاحب نے سیرت النبیﷺ کا مطالعہ فرمایا محسن انسانیت نامی کتاب سے ''آنحضورﷺ بحیثیت فاتح و جرنیل'' کے موضوع پر اقتباس پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد محترم جناب عبد الرؤف خان اخوانی صاحب نے اپنی دلسوز آواز میں درس حدیث دیا۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوذر غفاری ؓ تھے جس میں انہوں نے حضورﷺ سے متعدد بار اپنے لیے سوالات کیے اور بہت سی نصیحتیں زبان نبویؐ سے سنیں جن میں چند یہ تھیں:

1۔ عقلمند وہ ہے جو اپنے اوقات کی تقسیم کرے اور اپنا محاسبہ کرے۔

2۔ عقلمند وہ ہے جو صرف ضرورت کے تحت سفر کرے۔

3۔ میں تمہیں اور اپنے آپ کو اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں یہ نیکیوں کی جڑ ہے۔

4۔ اپنے لیے تلاوت اور نماز کو لازم کر و یہ تمہارے لیے روشنی کا کام دے گی۔

5۔ کثرت سے ہنسنے سے بچو یہ دل کو مردہ کر دیتی ہے اور چہرے کے نور کو ختم کر دیتی ہے۔

6۔ اپنے لیے جہاد کو لازم کر لو یہ میری امت کی رہبانیت ہے۔

7۔ مسکینوں سے محبت کرو اور اس کی صحبت اختیار کرو۔

8۔ آخر میں حضورﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: سب سے بڑی پرہیزگاری حرام سے بچنا ہے اور سب سے بڑی شرافت حسن اخلاق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی کی روشن تعلیمات کو اپنانے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

درس حدیث کے بعد 45 منٹ پر مشتمل ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا درس قرآن ویڈیو پر سنا گیا موضوع تھا ''آیت بر'' نیکی کا قرآنی تصور۔ درس کے بعد اجتماعی کھانا ہوا۔ رات 9 رفقاء اور دو احباب نے وہیں قیام فرمایا۔ صبح نماز تہجد کے لیے جگایا گیا تہجد کے بعد انفرادی تلاوت کی گئی پھر نماز فجر ادا کی گئی۔

(مرتب: شوکت حسین)

ایک روزہ پروگرام چاہ اناراں والا

مورخہ 17 جولائی بروز اتوار ناشتہ سے فارغ ہو کر تقریباً 15 رفقاء ایک روزہ پر روانہ ہوئے۔ چاہ اناراں والا سید محمد جہانزیب شاہ صاحب کا آبائی گاؤں ہے۔ جو کہ ملتان شہر سے تقریباً 20 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ ایک گھنٹہ کی مسافت کے بعد سب رفقاء وہاں پہنچے۔ مسجد محمدیہ صدیقیہ میں قیام ہوا۔ سب سے پہلے امیر تنظیم نے رفقاء کا باری باری تعارف حاصل کیا۔ اس کے بعد مختلف رفقاء کے ذمہ مختصر مختصر بیانات لگائے گئے تھے وہ ہوئے ان میں جام عابد حسین صاحب نے ''دین اور مذہب'' کا فرق بیان کیا۔ ظفر اقبال صاحب نے ''عبادت رب'' پر گفتگو کی۔ راقم الحروف نے ''اقامت دین'' پر بات کی۔ اور عاطف اعجاز صاحب نے ''شہادت علی الناس'' پر درس دیا۔

اس کے بعد نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ نماز کے بعد تمام رفقاء و احباب سید جہانزیب صاحب کے گھر پر تشریف لے گئے جہاں انہوں نے شرکاء و رفقاء کی مہمان نوازی کا بھرپور حق ادا

کیا۔ مسجد کے اردگرد آموں کے باغ تھے۔ کھانے کے بعد کچھ رفقاء بجلی نہ ہونے کی وجہ سے باغات میں ٹہلتے رہے۔ کچھ رفقاء قریب ہی ٹیوب ویل پر نہانے لگے۔ کچھ رفقاء نے آرام فرمایا۔

نمازِ عصر کے بعد عطاء اللہ صاحب نے مذاکرہ کرایا۔ سید جہانزیب صاحب نے فرائض دینی کے تین لوازم پر خطاب فرمایا۔ اس طرح مغرب تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ نمازِ مغرب کے بعد اس پروگرام کا اہم اور آخری حصہ باقی تھا۔

امیر حلقہ جناب سید اظہر عاصم صاحب نے ”بندگی رب اور شہادت علی الناس“ کے حوالہ سے عام فہم انداز بیان میں رفقاء و احباب کو تذکیر فرمائی۔ موصوف نے گھنٹہ خطاب فرمایا اور آخرت کی تیاری کے لیے لوگوں کو توجہ دلائی۔ پروگرام کے اختتام پر نمازِ عشاء ادا کی گئی عشاء کے بعد تمام شرکاء کو چاول کھلائے گئے اس طرح یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری کاوشوں کو قبولیت سے نوازے اور ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے۔ آمین!

(مرتب: شوکت حسین' ملتان)

ناظم اعلیٰ صاحب کا دورہ کوئٹہ

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب اظہر بختیار خلجی صاحب تنظیمی دورہ پر مورخہ 8 جولائی بروز جمعہ بذریعہ جعفر ایکسپریس کوئٹہ تشریف لائے۔ اسی روز بعد نمازِ عصر تا عشاء تفہیم دین کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ دوسرے دن صبح دس بجے حلقہ اور کوئٹہ تنظیم کے ذمہ داران سے ملاقات کی۔ جس میں تنظیم کی پیش رفت اور دوسرے مسائل زیر بحث آئے۔ تیسرے دن صبح ساڑھے دس بجے کے بعد کوئٹہ کے رفقاء و احباب سے ملاقات' تعارف اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ بعدازاں مقامی تنظیم کی امارت کے دو سال مکمل ہونے پر رفقاء سے بذریعہ بیلٹ مشورہ لیا گیا۔

ناظم اعلیٰ صاحب کا حالیہ دورہ کوئٹہ کے رفقاء کے لیے بہت سودمند رہا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جناب ناظم اعلیٰ کو صحت مند اور تندرست رکھے اور وہ دوسرے علاقوں کی طرح کوئٹہ (جو کہ دور دراز واقع ہے) کا دورہ بھی کرتے رہیں۔ ناظم اعلیٰ صاحب بروز پیر 11 جولائی کو واپس لاہور روانہ ہو گئے۔

(رپورٹ: جاوید انور)

تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کی دعوتی سرگرمیاں

مورخہ 15 جولائی بروز جمعۃ المبارک تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کے اسرہ نشتر کالونی میں مقامی رفیق مرزا محمد حنیف صاحب کی رہائش گاہ پر بعد نمازِ مغرب ایک دعوتی پروگرام منعقد ہوا جس سے جناب محمد مبشر صاحب نے بیعت کی شرعی حیثیت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ پروگرام کے آغاز میں نقیب اسرہ محمد رمضان صاحب نے فرمایا کہ اس علاقے میں گزشتہ آٹھ' نو سال سے دروس قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ اور ہم نے بہت ثواب حاصل کر لیا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی دینی دشواریوں کو سمجھیں اور ان کو ادا کرنے کے لیے کسی نہ کسی جماعت میں شامل ہوں۔ انہوں نے فرمایا بیعت کا لفظ ہم بہت سنتے آئے ہیں لیکن اس کی حقیقت کیا ہے' آیا قرآن و سنت میں اس بارے میں ہمارے لیے کوئی رہنمائی ملتی ہے؟ ان سوالوں کا جواب دینے کے لیے آج ہم نے محمد مبشر صاحب کو دعوت دی ہے کہ وہ آپ کو اس موضوع کی شرعی حیثیت واضح کریں۔

فاضل مقرر نے بیعت کے لفظی اور اصطلاحی معنوں کی وضاحت فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لفظ اگرچہ پیری مریدی کی وجہ سے آج کل بدنام ہو گیا ہے۔ لیکن درحقیقت دینی اجتماعیت کے قیام کے لیے اس کی اہمیت مسلم ہے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ بیعت دراصل ایک معاہدہ ہے جو بندے اور اس کے رب کے درمیان طے پاتا ہے جس میں وہ جنت کے عوض اپنی جان اور اپنا مال اپنے رب کو بیچ دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر صحابہ ؓ سے جو بیعت لی وہ دراصل امت کی راہنمائی کے لیے تھی ورنہ اہل ایمان سے بیعت لینے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے حاضرین کو دعوت دی کہ وہ اپنی دینی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے کسی نہ کسی دینی اجتماعیت میں ضرور شامل ہوں تنظیم اسلامی کو بھی دیکھیں جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کام کر رہی ہے اور پاکستان میں واحد تنظیم ہے جو بیعت سمع و طاعت کی منصوص و مسنون بنیاد پر قائم ہے۔ آخر میں حاضرین کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیے گئے۔ اس پروگرام میں 70 کے لگ بھگ احباب نے شرکت فرمائی۔ دعاء کے بعد شرکاء کو صاحب خانہ نے کھانا بھی کھلایا۔

(رپورٹ: قرۃ العین' لاہور چھاؤنی)

QURAN COLLEGE OF ARTS & SCIENCE
Registered & Recognised by the BISE Lahore

دنیوی اور دینی تعلیم کا حسین امتزاج

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

نگران و سرپرست : ڈاکٹر اسرار احمد

Classes:
- FA (Arts Group)
- FA (General Science)
- I.Com (Banking/Computer)
- ICS (Math+Stat+Computer Science)
- BA (Ecomomics+Maths)
- BA (Other Combination)

- ایک مکمل تعلیمی و تربیتی پروگرام
- بنیادی دینی تعلیم کا خصوصی اہتمام
- بورڈ اور یونیورسٹی کے نصاب تعلیم کی معیاری تدریس
- آڈیو اور ویڈیو سہولتوں سے آراستہ
- لاہور کے خوبصورت اور پرسکون علاقے میں شاندار عمارت
- انتہائی محنتی اور قابل اساتذہ
- ہم نصابی سرگرمیوں میں تحریر و تقریر پر خصوصی توجہ
- مثالی نظم و ضبط
- وسیع و عریض' قابل دید' ایئر کنڈیشنڈ آڈیٹوریم
- ہاسٹل کی محدود سہولت' فرنشڈ کمرے
- کمپیوٹر ایپلیکیشنز میں Office 2000 کی لازمی اور مفت تعلیم

مزید تفصیلات کے لئے درج ذیل پتے سے پراسپکٹس طلب کیجئے

قرآن کالج 191 اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور ☎ : 5833637

دعائے مغفرت

☆ قرآن اکیڈمی کے ٹیلیفون اپریٹر عمر خیات صاحب کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

☆ راولپنڈی شرقی کے ملتزم رفیق اسرار الحق صاحب کی ساس صاحبہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ ملتزم رفیق طارق محمود اعوان صاحب کے والد قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

☆ رفیق تنظیم حافظ ذکاء اللہ صدیقی صاحب کی اہلیہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی فیصل آباد (غربی) کے نقیب اسرہ جناب حکیم محمد سعید کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی سرگودھا کے مبتدی رفیق جناب چودھری سردار علی کا انتقال ہو گیا ہے۔

☆ حلقہ پنجاب غربی کے سابق معتمد جناب مختار احمد طویل علالت کے بعد وفات پا گئے ہیں۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ مَرْقَدَھُمْ وَاَکْرِمْ مَنْزِلَھُمْ وَاَلْحِقْھُمْ بِالصَّالِحِیْنَ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَسِیْرًا

آچے کا امن معاہدہ

آچے انڈونیشیا کا تاریخی علاقہ ہے۔ اسی علاقے کے لوگوں نے پندرہویں صدی میں اسلام قبول کیا اور پھر یہاں سے پورے انڈونیشیا' ملائیشیا وغیرہ میں اسلام کا نور پھیلا۔ انڈونیشیا جب ہالینڈ کی گرفت سے آزاد ہوا تو یہ علاقہ اس میں شامل ہو گیا۔ لیکن جلد آچے کے لوگوں کو احساس ہوا کہ انڈونیشی حکومت ان کے ساتھ ناانصافی کر رہی ہے' وہ یوں کہ علاقے کے وسائل سے حکومت کو جتنی آمدنی ہو رہی ہے' اس میں سے بہت کم حصہ آچے کے باشندوں کو مل رہا ہے۔ مزید براں آچے میں اسلامی تہذیب و ثقافت کی جڑیں انڈونیشیا کے دیگر صوبوں کے مقابلے میں زیادہ گہری ہیں یعنی آچے کے باشندے دوسروں سے بڑھ کر مسلمان ہیں۔ یہ فرق بھی انڈونیشی حکومت سے اختلافات کا سبب بنا۔ غرض کہ انہی وجوہ کی بناء پر 1950ء کے عشرے میں آچے کے باشندوں نے آزادی کی تحریک شروع کر دی۔

یہ تحریک اب بھی آزاد آچے تحریک کے نام سے جاری و ساری ہے۔ تحریک میں شامل افراد کی انڈونیشی فوج سے کئی چھوٹی بڑی لڑائیاں ہو چکی ہیں' جن میں 15 ہزار افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ پھر پچھلے دسمبر زبردست سونامی لہروں نے آچے میں خوفناک تباہی پھیلائی اور ان کی زد میں آ کر ڈیڑھ لاکھ لوگ لقمہ اجل بن گئے' نیز اربوں روپے کی جائیداد تباہ ہو گئی۔ تاہم آچے کے مستقبل کے سلسلے میں وہ لہریں زحمت کے بھیس میں نعمت ثابت ہوئی ہیں۔

وہ یہ ہے کہ پچھلے ہفتے فن لینڈ کے دارالحکومت ہیلنسکی میں آزاد آچے تحریک اور انڈونیشی حکومت کے درمیان امن معاہدہ طے پا گیا ہے' جس کے بعد کئی برس سے جاری خانہ جنگی ختم ہونے کا امکان پیدا ہو چلا ہے۔ تحریک کے رہنماؤں نے مسلح جدوجہد ختم کر کے اپنی تنظیم کو سیاسی جماعت کا روپ دینے کی حامی بھر لی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ فریقین اس امن معاہدے پر عمل کریں' تاکہ برادر اسلامی ملک میں مزید خون خرابہ جنم نہ لے۔

غزہ سے اسرائیلی فوج کا انخلاء

اسرائیلی حکومت نے اعلان کر رکھا ہے کہ 17 اگست سے اسرائیلی فوج غزہ کے علاقے سے نکلنا شروع ہو جائے گی' نیز وہاں جو 21 یہودی بستیاں آباد ہیں وہ بھی ختم کر دی جائیں گی۔ اس اعلان پر کٹر یہودی چراغ پا ہیں اور ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ یہ انخلاء رکوا دیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے اسرائیلی پارلیمنٹ میں یہ تحریک پیش کی کہ انخلاء ایک سال کے لیے مؤخر کر دیا جائے تاہم رائے شماری میں انہیں شکست ہوئی' کیونکہ سرکاری ارکان پارلیمنٹ کی تعداد زیادہ ہے۔

یاد رہے کہ اسرائیل ماضی میں بھی اس قسم کے وعدے کر چکا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ غزہ سے نکلتا ہے یا نہیں۔

مصر میں بم دھماکے

پچھلے ہفتے مصری شہر شرم الشیخ کے ایک ہوٹل میں بم دھماکے سے 88 افراد ہلاک ہو گئے ہیں جن میں 9 غیر ملکی بھی شامل تھے۔ پوری دنیا میں روزانہ کہیں نہ کہیں بم دھماکے ہو رہے ہیں اور دہشت گردی بڑھتی جا رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ تشدد کی اس خوفناک لہر کا ذمے دار کون ہے؟ ظاہر ہے وہ ملک جنہوں نے دہشت گردی کے خلاف مہم چلا رکھی ہے مگر خود بین الاقوامی سطح پر دہشت گردی میں ملوث ہیں۔ اب ظاہر ہے انہیں جواب میں پھول ملنے سے رہے۔

توقع کے مطابق امریکا سمیت اس کے تمام حواریوں نے تازہ بم دھماکے کو غیر انسانی قرار دیا ہے' مگر خود ان کی فوجیں عراق' افغانستان' چیچنیا' کشمیر' فلسطین' تھائی لینڈ اور فلپائن میں مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہی ہیں نیز وسیع پیمانے پر حقوق انسانی کی خلاف ورزیوں میں ملوث ہیں۔ سیاحوں کو مار دینا بے شک ناقابل معافی جرم ہے مگر امریکی اور ان کے ساتھی عراق' افغانستان وغیرہ میں جو ہزاروں بے گناہ مردوں' عورتوں اور بچوں کو شہید کر چکے ہیں' وہ بھی بربریت کی بدترین مثال ہے۔

غلط بات کبھی درست نہیں ہو سکتی۔ بدقسمتی سے ان واقعات کے ذریعے مغرب اور دنیائے اسلام کے مابین اختلافات بڑھتے جا رہے ہیں اور فساد اور تشدد کے مزید بیج بوئے جا رہے ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ دونوں فریقین مل بیٹھ کر گفتگو کریں اور مسائل کے حل نکالیں۔ بم دھماکوں اور جدید ترین اسلحے کے مظاہرے سے بات نہیں بنے گی۔ اگر دنیا میں امن قائم نہ ہوا تو وہ جلد یا بدیر جنگ کی آگ کے شعلوں کی نذر ہو جائے گی۔

نائجیریا میں انصاف کی قابل تردید مثال

نائجیریا کی ریاست زمفرا میں احمد شانی گورنر ہیں۔ پچھلے دنوں ان کے پندرہ سالہ بیٹے سمیر احمد نے چوری چھپے رات کے وقت ایسی پارٹی میں شرکت کی جس میں دوسرے لڑکے لڑکیاں بھی شریک تھے۔ انہوں نے وہاں ہلہ گلہ کیا جس پر حسبہ (مقامی مذہبی پولیس) نے تقریب پر دھاوا بول دیا۔ اس موقع پر سمیر احمد بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن جب اس کے باپ کو اصل صورت حال کا پتا چلا تو اس نے بیٹے کو حسبہ کے حوالے کر دیا۔

اگلے دن مذہبی پولیس نے زمفرا کے صدر مقام کانو میں ہزاروں لوگوں کے سامنے سمیر احمد کو کوڑے لگائے۔ یاد رہے کہ زمفرا میں شریعت کے قوانین نافذ ہیں اور ان کی رو سے ریاست میں مخلوط محفلیں ناجائز ہیں' اسی لیے مذہبی پولیس نے تقریب پر دھاوا بولا۔ اس میں تیس لڑکے اور لڑکیاں شریک تھے' اٹھارہ تو گرفتار ہو گئے باقی فرار ہو گئے۔ ان میں سمیر کے علاوہ ڈپٹی گورنر کی بیٹی بھی شامل تھی۔ نائجیریا میں یہ پہلا موقع ہے کہ ایک امیر اور بارسوخ خاندان کا چشم و چراغ اسلامی قوانین کے شکنجے میں آیا ہے۔ یقیناً اس سے زمفرا کے شہری عبرت پکڑ کر غیر اسلامی سرگرمیوں سے باز رہیں گے۔

عراق سے امریکی فوج کی واپسی

اخباری اطلاعات کے مطابق امریکا اور آسٹریلیا نے عراق سے اپنی افواج کی واپسی کا ٹائم ٹیبل دینے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ بات امریکی صدر جارج بش اور آسٹریلوی وزیراعظم جان ہاورڈ نے مشترکہ پریس کانفرنس میں کہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب تک عراق میں امریکی مشن مکمل نہیں ہو جاتا' امریکی و آسٹریلوی افواج وہیں قیام کریں گی۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اگر یہ افواج واپس ہوئیں' تو عراق میں پرتشدد واقعات بڑھ جائیں گے۔

اسرائیلی جیلوں میں قید فلسطینی

فلسطین میں چونکہ بچہ بچہ قابض اسرائیلیوں کے خلاف نبرد آزما ہے' لہٰذا اسرائیلی فلسطینی بچوں کا حوصلہ گرانے کے لیے پُرتشدد کارروائیاں کر رہے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق اسرائیلی جیلوں میں 350 بچے قید ہیں اور جیل حکام ان پر بدترین تشدد کر رہے ہیں۔ ان بچوں کو چھوٹے اور تاریک کمروں میں کئی کئی دن قید رکھا جاتا ہے' نیز ان پر خوفناک کتے چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ اسرائیلی مظالم کے باوجود فلسطین میں جذبہ آزادی میں کوئی کمی دیکھنے میں نہیں آ رہی۔

systematic manner with the help of the latest technology which man could invent to inflect misery and death on fellow human beings. They kill, torture, rape, loot, destroy, and confiscate whatever they wish. There are videos of US marines who are very ashamed of what they are told to do. They are giving presentations on how savage they had been before taking on the mission to stop the needless war. They are showing pictures of the torture and their fellows inhumanity to the occupied people. They seek forgiveness. Surely many of them will soon ask Muslims to forgive them, but it will not help Muslims.

Some of Americans and Europeans want to know about Muslims and Islam. In short, despite introduction of all divisions in the name of "liberal," "moderate," "extremist," "fundamentalist" and other shades of Muslims and Islam, all Muslims are known for a tenacity to go on living their own lives and keeping their identity whatever happens. This is what is at stake now. They are forced to lose their identity and merge into the crowd that helps and sustains the tyranny of capitalist and corporate terrorists in the name of secular and liberal democracy.

This is not the first time that Muslims are under attack for what they believe and what they stand for. It has been the case since centuries. It is not easy to defend one's way of life and right to self-determination when monsters and primitives of this kind are ruling. Instead of arms and ammunition, Muslims are more equipped by their psychological and social structure to succeed in a state of peace and order and, may be, that is why they must be now destroyed or at least partly destroyed, in order to throw them hundreds of years back.

The capitalist system has reached it breaking point. It must grow to sustain. The corporate te.rorist of the Multinationals have invisibly joined hands with the religious zealots who have a mission to transform the Muslim world in their own image. Unless there is a uniform, homogeneous world of billions of consumers, capitalist dream can never be realized. Similarly, the same is necessary for establishing the Christian Kingdom of God. These missions are complementary. That's why every move by the oil mafia is as much back by the crusaders as by the religiously motivated political leaders such as Bush and Rice and a whole army of the neo-cons.

Although different actors are involved, but the only common way to sustain capitalism, the tyrannical order in the name of democracy or to establish a Kingdom of God is to destroy systematically everything that Muslims have, especially their values, their way of life and, of course, their culture, history, heritage, economy and military strength. The damage inflicted so far is before our eyes.

Almost every thing of worth has been destroyed. The focus now is on destroying the identity of a people, and that's why the stress is on defending "our way of life." The public would be fool enough to believe this mantra because so far none of the alleged terrorists have claimed that they are out to change the way of life in the West. The freedom fighters everywhere demand the occupiers to get out of their land. Stop injustice and oppression of their people: leave them alone. They cannot feed and raise their kids the way they want to. How can they think of changing the way of life and values in Europe and America?

It is not easy, however, to keep on killing and torturing millions of people. It takes lies besides time. It also causes some embarrassment for the "enlightened" regimes in London and Washington, not so much for the one in Tel Aviv. There is a growing public awareness of the lies told to justify the genocides of our age and it is difficult to avoid questions for ever to come. Sooner or later, the modern day fascists will come out and start openly challenging Muslims to choose between Islam and non-Islam. War lords on the media and academic fronts have already challenging the validity of the Qur'an and cursing those who believe in the "totality of the Qur'an" or those who consider it a "final manifesto of God."

What else is left behind with a Muslim to consider himself Muslim after discarding the fact that "Qur'an is the final manifesto of God" or who challenges the totality of it, knowing full will that the Qur'an tells Muslims not to reject or accept it in parts.

On the other side there is a determination among Muslims to go on living with their identity intact. And this is the characteristic of Muslims that who would never enter a mosque being Muslims, they will, after all this is over, build even larger mosques, and enter them in even larger numbers. The more the face and dirty tricks of the enemics of Islam come before Muslims, the more their determination to preserve their way of life increases. After all they, too, have a way of life and a manifesto to follow.

The situation is very catastrophic in some places. For the time-being it is tanks, aircraft, heavy artillery pieces, and attack helicopters using banned weapons and destroying every thing. Concentration camps are in full swing. We may not realize the enormity of the situation because we are living in these times. But the situation is far worse than any period in human history when fascists and warld-mastering demi-gods were on a rampage. So we are bound to see a very protracted prolonged war, more suffering of innocent civilians more deaths and more casualties, until something happens or until the victims or the aggressors are exhausted. Guess who that side will be?

But it is not the end of the world, especially for those who believe in God or in humanity or in any kind of values, and who do not confuse values with interest.

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگر ریسٹورنٹ ملم جبہ' سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور
پرفضا مقام **ملم جبہ** میں قیام وطعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے
روشن اور ہوادار کمرے' نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے' اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و
روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن' جی ٹی روڈ' امانت کوٹ' مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056' ہوٹل: 0946-835295' فیکس: 0946-720031

Vol: 14 Regd. No. LRL -50 No. 27

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeemorg)

It is not a war with terrorists A war between normal human people and savages

It is time to talk a little bit more than about just what is happening in Palestine, Kashmir, Chechnya, Afghanistan and Iraq. Muslims' situation is very bad. There is an obvious attempt to wipe Muslims out of the map if they do not agree to live by what has been repeatedly mentioned by Bush, Blair. Martin, and others as "our way of life" and our "values." No other way of life and no other value matters.

Terrible crimes are being committed to impose a "way of life" on Muslims. These are the crimes which no one would even feel like describing; not accidentally but with a purpose aimed at creating societies which submit to the will and way of life prescribed by the modern day fascists. The aim is to keep Muslims away from Islam in accordance with the ideologists of the Washington regime and that aim is to be fulfilled by any means and at all costs.

Briefly there are 150,000 dead people in Afghanistan and Iraq until now. The rest of the populations are subjected to a life which is hardly better than death. Economies and infrastructures are totally shattered and the only job available are working as collaborators for consolidation of occupations.

Besides the concentration camps, there are areas, both in Afghanistan and Iraq, where no body knows what is going on, because there are no journalists and no monitors allowed. We fear that the death toll is much higher. There are reports of concentration camps even on ships in the international waters. The extent of the crimes against humanity has crossed all limits of comprehension.

The question is: How come this is going on before the eyes of the "civilized" world and there is no one who can hold the culprits accountable? Some people argue this is a war against terrorism and the extremists. In fact all those who died are ordinary Muslims, not even knowing the complex classification which the war lords have invented to divide Muslims. Yet the "civilized world" world is mum over Afghanistan occupation and there is no way it can deal with the occupation of Iraq and Palestine. Similarly, there is no "collateral damage." Every damage is intentional from day one to break the back of resistance in Muslim populations as a whole.

This is total indifference and complacency and this is confusion between values and interests; principles and interests. This is what is serious because no civilization, or no man, can live without principles, values and dreams. That's what happened to the Roman Empire. That is what happened to the Muslim empires, to the Turkish empire and the British empire and that is what is happening to the West right now. But then that is not a black and white situation.

We have a situation where we have almost undivided sympathies of the public, most of the press, and yet in the democratic societies this is not reflected in the policies of the governments and the media. This is another question mark. Although in the United States, the general public is moved much more easily than in Europe. Why is this happening in Afghanistan and Iraq and Palestine? Did these places deserve this kind of treatment by the US, Israel and UK?

What is happening now are condemnations, expression of concerns but not actions by the concerned quarters. Hallow claims of democracy and freedom and liberation are to deceive their own people and their own self: to assuage the conscience of the West with lies and self-deceptions. This is not to question the goodwill of those who expose the truth. Not at all! This is not to question the courage of those who risk their lives to bring the reality before our eyes, but the overall attitude is that 'we have been attacked so you must pay for the terrorism that emanates from your part of the world'. Or, try and blame all sides; a not very intelligent construction is used, 'No one is blameless'. Whatever it may mean, it is very much used when it comes to dealing with the US and Israeli occupations..

'No one is blameless' is true in itself but it 'says nothing. It makes it easy not to act and easier to overlook what is happening: That there is an aggression! That there is a victim!!

There is total confusion despite the overwhelming and incontestable evidence of the lies upon lies of the aggressors. The attempt to equate the two, the aggressor and the victims, is almost pathetic. And this is the most painful of all. It is much more human to say, well, we can not help or we are not willing to help and you are on your own, than to sit and watch the slaughtering of innocent women and children and to pretend to be fair to both the killers and the killed.

This is not a war on terrorism. This is a war to make and then break "terrorists" to terrorize all Muslims everywhere into total submission to the US and Israeli will. This is another excuse that since this is a war on terrorism so let them fight to exhaustion for an indefinite period, as it is being claimed repeatedly, "we are into a long war," and "it could last decades."

Muslims in Palestine, Chechnya, Kashmir, Afghanistan and Iraq are fighting against a common enemy for their right to self-determination. Muslims there are fighting to end direct US occupation. At the same time, Muslims are struggling in Pakistan, Egypt, Algeria, Saudi Arabia, Turkey, Morocco, Jordan and many other places to get rid of the mini-terrorists imposed on them by the US and its allies.

It is a war between normal human people and primitive savages; brutes who stop at nothing. Who tout their values and way of life, but have no respect for other's religion and way of life at all. The question is, where do these people grow? What trees do they grow on? Where were they before? What happened to their minds? Who told them to do so? We have the media pundits saying we do not teach them to slaughter and torture! Who told them? What happened? We do not have an answer. Who is to blame for the upbringing of the monsters who are flattening town after town in Iraq. Who are butchering scores of civilians at homes, in the cars and in the buses. Who being their criminal assault with attacks on hospitals, ambulances and media offices and reporters.

They are not in small numbers or a "few bad apples." Thousands of them have the license to perpetrate savagery in a